میثم قادری

اقامت
اور
استقامت

مسئلہ اقامت پر مدلّل اور مفصل بیان مع دلائلِ مخالفین

مصنف
شہادت حسین نوری
خادم دارالعلوم انوارِ مصطفٰے، شاہ آباد، ہردوئی، یو۔پی

دارالعلوم انوارِ مصطفٰے
شاہ آباد، اسٹیشن روڈ، ہردوئی، یو۔پی

اقامت

اور

استقامت

مسئلہ اقامت پر مدلّل اور مفصل بیان مع دلائلِ مخالفین

مصنف

شہادت حسین نوری

خادم انوارِ مصطفیٰ، شاہ آباد، ہردوئی، یو۔پی

ملنے کا پتہ

دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ

شاہ آباد، اسٹیشن روڈ، ہردوئی، یو۔پی

اقامت اور استقامت

مصنف : شہادت حسین نوری

اشاعت : 2013ء

کمپوزنگ : عبدالتواب

مطبع :

قیمت :

ایڈیشن : 2013ء

ملنے کا پتہ : دارالعلوم انوارِ مصطفےٰ، شاہ آباد
اسٹیشن روڈ، ہردوئی، یو۔ پی۔

: گلشن نوری ایجوکیشنل ٹرسٹ
لاہل پوسٹ، منورہ، ضلع اُتر دیناج پور، ویسٹ بنگال
فون: 08759637391

ناشر : دارالعلوم انوارِ مصطفی
اسٹیشن روڈ، شاہ آباد، ضلع ہردوئی، یو۔ پی۔(انڈیا)
فون: 05853-261460
موبائل: 9936538340, 9628469298

انتساب

اُس نامِ نامی اسمِ گرامی کی طرف جس کی نگاہِ کیمیا ساز نے بے شمار کنکروں، پتھروں کو بیش بہا نگینہ بنا دیا، جس کی نگاہِ ولایت نے کتنوں کو کندن کی تابانی اور چمک دمک بخشی، اور جس کے ایمان افروز اعمال واقوال سے جانے کتنے گمگشتگانِ راہ کو راہِ ہدایت ملی۔ وہ عدیم المثال ہستی جسے رہتی دنیا، تاجدارِ اہلِ سنت، شہزادۂ اعلیٰ حضرت مصطفےٰ رضا خاں مفتیٔ اعظم ہند علیہ الرحمۃ کے نام سے جانتی، پہچانتی اور مانتی ہے۔ جس کے اشارۂ باطن نے مجھ حقیر کا رخ اس خطہ کی طرف پھیر دیا۔

اور شاید کچھ دینی خدمات ہی کے لئے اس عظیم ہستی اور میرے مرشد نے ایسی سخت زمین کا میرے لئے تعین و انتخاب کیا تھا جس میں جہدِ پیہم اور صبر آزما وقت کے بعد، کچھ ہمواری، اور حصولِ مقصد کی برآری کے آثار دکھنے لگے۔ اور جو کچھ یہاں نظر آتا ہے اسی محسن کی کرم فرمائی ہے۔ ورنہ میں کیا اور میری بساط کیا۔ من آنم کہ من دانم

اور

اسی کے ساتھ والدین کی طرف بھی۔ جن کی شفقت ومحبت اور مجھے دینی تعلیم دلانے کی لگن اور ان کی دلی تمنا نے مجھے کسی قابل بنا دیا۔ وہ میرے ماں باپ جنھوں نے خود پریشانی اٹھائی، تنگی جھیل لی۔ مگر اپنی طاقت بھر، دورانِ طالبِ علمی مجھے خوش وخرم رکھا۔ میرا دل کبھی نہ توڑا۔ خواہشوں اور تمناؤں کو پورا کیا۔ جنھوں نے محض خدمتِ دین کے جذبے سے مجھے تعلیم دلوائی۔ اور میرے لئے دین ودنیا کی ترقی اور فلاح وکامرانی کی دعائیں تادمِ زیست کرتے رہے۔ ان کی مقبول دعاؤں کا ثمرہ میرے سامنے ہے۔

اے خالق ارض وسماء، تجھے واسطہ تیرے حبیبِ پاک کا، میرے والدین کی مغفرت فرمادے۔ جنت الفردوس میں ان کا مسکن بنادے۔ان کے درجات کو بلند سے بلندتر کر دے۔ آمین

ربّنا تقبّل منا ○ انك انت السميع العليم ○

کتبه العاصی

شہادت حسین نوری

۴رمضان ۱۴۳۴ھ

۱۴رجولائی ۲۰۱۳ء بروز اتوار

فہرست مضامین

(۱) فضیلتِ نماز ۷
(۲) حدیث نبوی ۷
(۳) بے شک نماز ۸
(۴) احکام شرع وتعریف ۸
(۵) ان کا اجمالی حکم ۹
(۶) ان کے ادلہ ۹
(۷) کس دلیل سے کون سا حکم ثابت ہوتا ہے ۱۰
(۸) مندوب ومستحب نفل سے ہیں --- ۱۰
(۹) مستحب کا حکم ۱۱
(۱۰) علماء اصول اور فقہاء کے درمیان تعریف ۱۱
(۱۱) خلاصہ ۱۲
(۱۲) بحث قیام علی الفلاح ۱۳
(۱۳) ادب کس لئے مشروع ہے ۱۴
(۱۴) قیام ابتدائے اقامت کا بیان ۱۴
(۱۵) الکلام علی الدلائل ۱۷
(۱۶) دونوں حدیث میں فاء تعقیب ہے ۱۸
(۱۷) صفوں کی درستگی بعد تکبیر صحابہ کرام کا عمل رہا ۱۹
(۱۸) الکلام علی الدلیل الثالث ۲۰
(۱۹) فاروق اعظم وانس بن مالک --- ۲۱
(۲۰) الکلاعلی الدلیل الرابع ۲۲
(۲۱) طاعت، قربت، عبادت ۲۲
(۲۲) حکم خداوندی مسابقت ہے ۲۳
(۲۳) تکبیر سننے کے باوجود تیز چال --- ۲۴
(۲۴) مقامِ نصیحت ۲۵
(۲۵) الکلام علی الدلیل الخامس ۲۵
(۲۶) الکلام علی الدلیل السادس ۲۷
(۲۷) امام صفوں کی درستگی کا حاکم ہے ۲۷
(۲۸) اقامت کا اتصال تکبیر تحریمہ سے مستحب ہے ۲۸
(۲۹) صفوں کی درستگی کب؟ حی علی الفلاح کے بعد ۲۹
(۳۰) دیوبندی مبلغ بتائیں؟ ۳۰
(۳۱) سنیو، ہوشیار رہو ۳۰
(۳۲) دیوبندیوں کا ایک عذرِ لنگ اور بھی ۳۱
(۳۳) اقامت کا جواب دینا ۳۲
(۳۴) تکبر مکمل ہونے پر نماز شروع کرے ۳۲
(۳۵) تبلیغی بتائیں؟ ۳۳
(۳۶) شیخ نجدی کے تبلیغی سپوت ۳۳
(۳۷) تنبیہ وتاکید ۳۴
(۳۸) مسجد جل گئی مگروہ بچ نکلے ۳۵
(۳۹) اس کی دیدنی حالت ۳۵
(۴۰) صف کی درستگی کا حاکم امام ہے ۳۵
(۴۱) اللہ عزوجل کا کرم ہے ۳۶
(۴۲) تبلیغی جماعت کا دعویٰ ۳۷
(۴۳) صف کی درستگی پر مزید گفتگو ۳۷
(۴۴) صف کی درستگی کا حکم ۳۹
(۴۵) صحابہ کریم سے کچھ ایسا پایا گیا ۴۰
(۴۶) اسی لئے ائمہ احناف فرماتے ہیں ۴۰

(۴۷) بریلوی امام کے پیچھے نماز سب ۴۱
(۴۸) یہ اختلافِ طبیعت کا نتیجہ ہے ۴۱
(۴۹) مستحب کی بھینی بھینی خوشبو ۴۲
(۵۰) دیوبندی ترکش کا آخروار ۴۳
(۵۱) ظاہر اور نص کا معنیٰ اصطلاحی ۴۴
(۵۲) ظاہر کا معنیٰ لغوی ۴۴
(۵۳) الظاھر انه احتراز.... ۴۵
(۵۴) کلمہ "لا باس" کی بحث ۴۵
(۵۵) اس کا محلِ استعمال ۴۶
(۵۶) مکروہ محبوب کی ضد ہے ۴۷
(۵۷) اور لفظ "الظاھر" ۴۷
(۵۸) فقہاءِ احناف کا فتویٰ ۴۸
(۵۹) الوھابیة قوم لایعقلون ۴۸
(۶۰) نامعقول وہابی کو معقول جواب ۴۹
(۶۱) کراہت کی صراحت ۴۹
(۶۲) انھیں ذرا شرم نہ آئی ۵۰
(۶۳) اس مسئلہ کی وقوعی چند صورتیں ۵۰
(۶۴) اس کی وقوعی چھ صورتیں ہیں ۵۰
(۶۵) دیوبندیوں کو دعوتِ فکر ۵۳
(۶۶) فکرِ فلک رسا کو ذرا حرکت ۵۳
(۶۷) ارے، دیوبندیو، اپنوں کی تو مان لو ۵۴
(۶۸) نتیجہ نکل آئے گا ۵۶
(۶۹) یہ مسئلہ امتیازی علامت بن چکا ہے ۵۷
(۷۰) قیام قبل علی الفلاح کو فقہاء منع ۵۷
(۷۱) صدیوں سے روکا جا رہا ہے ۵۸
(۷۲) ماضی قریب کے عالم دین ۵۹
(۷۳) مکروہ طبیعت کو مکروہ پسند ۵۹

الحمد للہ وسلمٌ علی عبادہٖ الذین اصطفٰی

اما بعد!

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔
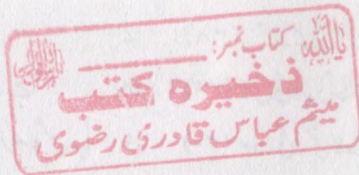
قال تعالیٰ ان الصلوٰۃ تنھٰی عن الفحشاء والمنکرط

رب تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے ۔"بے شک نماز، بے حیائی اور بری بات سے روکتی ہے۔"

(۱) فضیلتِ نماز

نماز اہم العبادات ہے، نماز اہم الفرائض ہے، بلکہ تخلیق انسان کا مقصد ہی معرفتِ خداوندی وعبادت ہے ۔نماز تحفۂ معراج ہے ۔نماز مجموعہ العبادات ہے ۔نماز، حج، روزہ، زکوٰۃ کا خلاصہ ہے ۔نماز عابد و معبود کے درمیان رابطہ ہے ۔نماز، خدارسائی کا بے مثال ذریعہ ہے ۔نماز ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کی عبادت کا آئینہ ہے۔

(۲) حدیث نبوی

حضور کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے شبِ معراج مختلف آسمانوں سے گزرتے ہوئے فرشتوں کو دیکھا ۔کسی آسمان کے فرشتوں کو حالت قیام ذکر الٰہی میں دیکھا ۔تو کہیں فرشتے رکوع و سجود میں دِکھے ۔کہیں تسبیح و تہلیل میں نظر آئے ۔دل میں خواہش ہوئی کہ رب قدیر ایسی عبادت کا مجموعہ میری اُمت کو عطا فرما دیتا ۔ فجمع عبادۃ ملائکۃ السموات السبع و اکرم نبیہ علیہ الصلاۃ والسلام بھا ۔ وقال من ادی الصّلوٰت والخمس نال عبادۃ

ملائکة السمٰوت والسبع۔ ورۃ الناصحین۔ ص ۳۲۔

تو رب تبارک وتعالیٰ نے ساتوں آسمان کے فرشتوں کی عبادت کو جمع فرما دیا۔ اور اسے عطا کر کے آقا علیہ الصلاۃ والسلام کی عزت افزائی فرمائی۔ اور ارشاد فرمایا کہ جو شخص نماز پنجگانہ ادا کرے گا۔ وہ ساتوں آسمان کے فرشتوں کی عبادت کا ثواب پائے گا۔

(۳) بے شک نماز

اس لئے نماز عروجِ روحانی وجسمانی کا بے بدل زینہ ہے، جس کے بغیر روح کو بالیدگی اور قلب ونظر کو سکون کی دولت میسر ہونا، ناممکن ہے۔ اس دولتِ عظمیٰ کے حصول کے پیش نظر اس کے لئے داخلی وخارجی، ضروری وغیر ضروری چیزیں بیان کر دی گئیں۔ اور ایک ایک چیز کو دوسرے سے اس طرح جداگانہ بیان کر دیا گیا ہے کہ تعریف اور حکم میں ذرا خلط وملط باقی نہ رہے۔ اور اسی کی تعبیر ہم فرض، واجب، سنت، ادب، مستحب وغیرہ الفاظ سے کرتے ہیں۔

(۴) احکام شرع وتعریف

احکامِ شرع چار قسم کے ہیں: فرض، واجب، سنت، نفل۔

(۱) فالفرض ما ثبت وجوبه بدليل لا شبهة فيه۔ فرض وہ حکم ہے جس کا لزوم اور ضروری ہونا ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں کوئی شبہ نہ ہو۔

(۲) الواجب ما ثبت وجوبه بدليل فيه شبهة۔ واجب وہ حکم ہے جس کا لزوم ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں کچھ شبہ ہو۔

(۳) السنة فى اللغة عبارة عن مطلق الطريق حسنة كانت اوسيئة۔

حسامی، ص ۵۹، حاشیہ ا

السنة الطريقة المسلوكة فى الدين۔ حسامی، ص ۵۸، ۵۹۔

سنت کا معنی لغت میں صرف راستہ کے ہیں۔ خواہ وہ راستہ اچھا ہو یا برا۔ اور شرع میں

سنت کا معنی وہ راستہ ہے جو دین میں چلا گیا ہو۔

والمراد من الطريقة المسلوكة الطريقة التى سلكها النبى صلى الله تعالى عليه وسلم والصحابة رضى الله تعالى عنهم۔ نور الانوار ص ۱۶۶، حاشیہ ۳۲

اور طریقۂ مسلوکہ سے مراد وہ اچھا راستہ ہے جس پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم چلے۔

(۴) النفل اسم للزيادة فنوفل العبادات زوائد مشروعة لنا لا علينا۔

حسامی، ۶۰ نفل زیادتی کا نام ہے۔ نوافل عبادتیں فرائض، واجبات، سنن پر زائد ہیں۔ یہ ہمارے فائدے کے لئے ہیں نہ کہ ہم پر واجب ہیں۔

(۵) ان کا اجمالی حکم

جس طرح ان کی تعریف میں فرق بین ہے، اسی طرح ان کے احکام میں بھی واضح فرق ہے۔

(۱) فرض کا حکم یکفر جاحده۔ جو فرض قطعی کا منکر ہو، اسے کافر کہا جائے گا۔

(۲) واجب کا حکم۔ ولا یکفر جاحده۔ اور واجب کے منکر کو کافر نہیں کہا جائے گا۔

(۳) فنستحق اللائمة بتر کہا۔ سنت کو چھوڑنے سے ہم مستحق ملامت ہوں گے۔

(۴) نفل کا حکم۔ حکمه انه يثاب المرء على فعله ولا يعاقب على تر كه

حسامی۔ ۶۰ نفل کا حکم یہ ہے کہ جس کے کرنے پر انسان کو ثواب دیا جائے۔ اور نہ کرنے پر اسے عذاب نہ کیا جائے۔

(۶) ان کے ادِلّہ

وہ ادلہ جن سے ان چاروں کا ثبوت ہوتا ہے، وہ بھی چار ہیں:

ان الادلة السمعية اربعة. الاول قطعي الثبوت والدلالة الثاني. قطعي الثبوت ظني الدلالة. الثالث. عكسه. الرابع ظنيهما. فبالاول يثبت الفرض والحرام. وبالثاني والثالث. الواجب و كراهة التحريم. وبا الرابع السنة والمستحب. وبالثاني والثالث. الواجب و كراهة التحريم. وبالرابع السنة والمستحب۔ ردالمحتار، ج ۱ص ۷۰ اختصارًا

دلائل سمعیہ چار قسم کے ہیں۔ (۱) پہلی قسم یہ کہ دلیل، قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت ہو۔ (۲) دوم یہ کہ دلیل قطعی الثبوت اور ظنی الدلالت ہو۔ (۳) سوم یہ کہ اس کے برعکس ہو۔ یعنی قطعی الدلالت، ظنی الثبوت ہو۔ (۴) چہارم یہ کہ ظنی الثبوت۔ اور ظنی الدلالت ہو۔

(۷) کس دلیل سے کون سا حکم ثابت ہوتا ہے

تو پہلی دلیل سے فرض اور حرام ثابت ہوتا ہے۔ اور دوسری اور تیسری دلیل سے واجب اور کراہت تحریم ثابت ہوتی ہے۔ اور چوتھی دلیل سے سنت اور مستحب ثابت ہوتے ہیں۔

(۸) مندوب و مستحب نفل سے ہیں۔ اور ان میں فرق اعتباری ہے۔

وجعلوا منه المندوب والمستحب۔

اور فقہاء کرام نے نفل ہی سے مندوب و مستحب کو قرار دیا۔

فيسمى مستحبا من حيث ان الشارع يحبه ويوثره و مندوبا من حيث انه بين ثوابه وفضيلته۔ (ردالمحتار، ج ۱ص ۹۱)

تو ایک فعل کا نام مستحب رکھا جاتا ہے اس اعتبار سے کہ شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے اس کو پسند کیا اور اس کو ترجیح دی۔ اور اسی کو مندوب اس اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ شارع نے اس کی فضیلت اور ثواب کو بیان فرمایا۔ وهو ما فعله النبي صلى الله تعالى عليه وسلم

مرۃ وترکہ اخری وما احبہ السلف۔ (ردالمختار، جلد ا ص ۹۲)
اور مستحب وہ ہے کہ جس کو نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے کبھی کیا اور کبھی چھوڑ دیا۔ اور جس کو بزرگانِ دین نے پسند کیا ہو۔ ان ما واظب علیہ مع ترک ما بلا عذر سنۃ وما لم یواظب علیہ مندوب ومستحب۔ (ردالمختار، ج ا ص ۹۲) جس پر آقا علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ہمیشگی فرمائی۔ لیکن کبھی کبھار بے عذر چھوڑا بھی ہے تو وہ سنت ہے۔ اور جس پر ہمیشگی نہیں فرمائی۔ وہ مندوب و مستحب ہے۔

(۹) مستحب کا حکم

وحکمہ الثواب علی الفعل وعدم اللوم علی الترک ولا شک ان ترک المندوب خلاف الاولی۔ (ردالمحتار ج ا ص ۹۱) اور اس کا حکم کرتے پر ثواب ہے اور چھوڑنے پر کوئی ملامت نہیں اور کوئی شک نہیں کہ مندوب کو چھوڑنا خلافِ اولی ہے لیکن مستحبات کے درمیان فرقِ مراتب ہے۔ بعض مؤکد ہیں اور بعض نہیں۔ اس لئے بعض جو غیر مؤکد ہیں ان کا چھوڑنا صرف خلاف اولی ہے۔ اور بعض وہ جو مؤکد ہیں ان کا چھوڑنا مکروہ بھی ہے۔ وقد قدمنا ان ترک المندوب مکروہ تنزیھًا۔ (ردالمحتار، ج ا ص ۹۲) اور پہلے ہم بیان کر آئے ہیں کہ مستحب کا چھوڑنا مکروہ تنزیہی ہے۔

(۱۰) علماء اصول اور فقہاء کے درمیان تعریف میں قدرے تفاوت

الادبُ ما فعلہ الرسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم مرۃ او مرتین ولم یواظب علیہ اما المستحب فھو ما فعلہ مرۃ وترکہ اخری وھو ما علیہ اھل الفروع والاولی علیہ الا۔ صولیون من عدم الفرق بین المستحب والمندوب۔ وترکہ لا یوجب اساءۃ ولا عتابا لکن فعلہ افضل۔
(طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۷۶)

ادب وہ ہے جس کو نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ایک بار یا دو بار کیا۔ اور اس پر ہمیشگی نہیں فرمائی اور یہ وہ تعریف ہے جس پر فقہاء ہیں۔ اور بہتر وہ تعریف ہے جس پر علماء اصول ہیں۔ یعنی مستحب ومندوب کے درمیان فرق نہ ہونا۔ اور ترک اس کا باعث عتاب وعذاب نہیں، لیکن اس کا کرنا افضل ہے۔

واما التی لم یواظب علیها ویلقبونها بالسنة الزوائد وهی المستحب والمندوب والادب من غیر فرق بینها عند الاصولیین. والاولی ما علیه الاصولیون. (طحطاوی علی مراقی الفلاح ص ٦٥) اور رہے وہ امور جن پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ہمیشگی نہیں فرمائی اور انہیں کی تعبیر سنن زوائد سے کرتے ہیں۔ یہی مستحب مندوب اور ادب ہیں اور بہتر یہی تعریف ہے جو علماء اصول کی ہے۔

ثم هو ای غسله بالماء ادب لان رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم کان یستنجی بالماء مرة ویترکه اخری وهذا حد الادب. (عنایہ، جلد اول، ص ۱۵۲) پھر استنجاء کے بعد پانی کا استعمال کرنا ادب ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم استنجا کے بعد پانی کا استعمال کبھی کرتے تھے اور کبھی کبھار چھوڑ دیتے تھے اور یہی ادب کی تعریف ہے۔

(۱۱) خلاصہ

عبارات مختلفہ کا حاصل یہ ہے کہ علماء اصول کے نزدیک مستحب، مندوب اور ادب کے معنی میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اور بہتر وہی ہے جس پر علماء اصول ہیں۔ اور ان کا حکم یہی کہ کرنے والے کو ثواب دیا جائے گا۔ اور ترک پر ملامت، عذاب وعتاب نہیں ہے۔ اور جس کا کرنا افضل ہے۔

(۱۲) بحث قیامِ علی الفلاح

اقامت میں حی علی الفلاح پر کھڑا ہونا، اتنا واضح ہے کہ محتاجِ دلیل و بیان نہیں ہے۔ فقہاء احناف نے اس کے استحباب کو اس قدر عبادت جلی اور نص صریح سے کتبِ معتبرہ و متونِ معتمدہ میں بیان فرمایا ہے کہ پڑھتے پڑھتے دماغ بوجھل ہو جائے۔ انھیں عبارتوں کو دیکھتے دیکھتے تھک جائیں مگر مسئلہ کا اجمال و تفصیل ختم نہ ہو۔ حیرت ہے اس پر کہ یہ اتنا روشن مسئلہ پھر بھی ایک گروپ اس مسئلہ کی چمک دمک سے محروم کیوں ہے؟

بعید نہیں کہ مغربی ڈالر کی چکا چوند نے اس کی بینائی کو خیرہ کر دی ہو۔ شاید ان کے پاس دیدۂ بینا ہی نہ ہو۔ دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے۔ اور یا نظر تو آتا ہے لیکن شرم بے جا دامنگیر ہے کہ لوگ کیا کہیں گے کہ کل تک ابھی کھڑا ہوتا رہا اور آج اس سے اٹھا نہیں جاتا۔ پیروں کی طاقت نہیں رہی۔ یا اپنے بڑوں کی تقلید چھوڑ بیٹھا۔ اور طوق غلامی توڑ بیٹھا۔

افسوس ایسی ننگ و عار پر جو فضیلت پر عمل کرنے سے مانع، اور باعث محرومیٔ ثواب ہو۔ قرآن گواہ ہے کہ داعیانِ حق نے جب صحیح راستہ کی طرف گمراہوں کو بلایا اور ان سے کوئی صحیح جواب نہ بن پڑا۔ تو کیا بولے؟ انا وجدنا آباءنا علی امۃ وانا علی اثرھم مقتدون ○ بے شک ہم نے بڑوں اور اپنے باپ داداؤں کو ایک راستہ پر پایا ہے۔ سو انھیں کے نشان قدم پر چلے جا رہے ہیں۔

اس طرح داعیانِ حق، اہل سنت والجماعت۔ دیوبندیوں، وہابیوں کو دلائل دکھاتے، سمجھاتے، بتاتے، سناتے چلے آرہے ہیں کہ قیام حی علی الفلاح آداب نماز سے ہے۔ اس ادب کو کیوں برابر چھوڑے جا رہے ہیں۔ اس ادب کو اپنالیں کہ باادب ہو جائیں۔ ورنہ بے ادب بے نصیب کا برا انجام ہے۔ اللّٰھم قنا سوء الخاتمۃ۔

(۱۳) ادب کس لئے مشروع ہے

والادب اکمال للسنن (رد المحتار، ج ۳۴۳)

اور ادب سنت کی تکمیل کے لئے ہے۔ اسی لئے جو سنی ہوگا وہ اپنی سنت کی تکمیل کے لئے ادب کو اپنائے گا۔ اور جو غیر سنی ہے وہ کیوں اسے اپنائے۔ اور اس پر عمل کرتے ہوئے وہ باادب خوش نصیبوں کے زمرہ میں کیوں داخل ہوجائے۔ مگر توفیق خداوندی شامل حال ہو جائے تو بے ادبوں سے نکل کر ادب والوں میں شامل بھی ہوجاتا ہے۔ اور اعتراف حقیقت برملا کرلیتا ہے کہ دلائل قاہرہ کو دیکھ کے بند پٹی کھل گئی۔ عقل سلیم طبع مستقیم گواہ ہیں کہ حق وہی ہے جو علماء بریلوی کا عمل ہے۔

اور اگر توفیق خداوندی نے کنارہ کشی کرلیا۔ تو حیلہ سازی کا سہارا ڈوبتے کو تنکا کا سہارا۔ اس وقت سنی عالم کی فکر فلک رسا، اس مکار اور عیار کے بنتے جال کو زیروزبر اور تہس نہس کر دیتی ہے۔ اور گویا باطل کو یوں مخاطب کرتی ہے کہ تو ڈال ڈال، ہم پات پات، ترکی بہ ترکی جواب۔ ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنی۔

(۱۴) قیام ابتدائے اقامت کا بیان

(۱) عن ابی هريرة رضى الله تعالى عنه ان الصلوة كانت تقام لرسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فياخذ الناس مصافهم قبل ان يقوم النبى صلى الله تعالى عليه وسلم مقامه. (مسلم جلد اوّل، صفحہ ۲۲) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لئے تکبیر پڑھی جاتی تھی۔ تو صحابۂ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اپنی اپنی جگہ صف میں لے لیتے۔ اس سے پہلے کہ سرکار علیہ الصلاۃ والسلام اپنی جگہ کھڑے ہوتے۔

(۲) اقيمت الصلوٰة فقمنا فعدلنا الصفوف قبل ان يخرج الينا رسول

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ (مسلم، جلد۱، صفحہ ۲۲۰) تکبیر پڑھی گئی تو ہم لوگوں نے کھڑے ہو کے
صفیں درست کیں۔ اس سے پہلے کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہماری طرف باہر تشریف
لاتے۔ دونوں حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کرام ابتدائے اقامت صفوں کی درستگی کے
لئے کھڑے ہو جاتے۔ اسی لئے صفوں کی درستگی کے لئے شروع تکبیر میں کھڑے ہو جانا صحابہ
کرام کے عمل کے مطابق ہے۔

(۳) عن سعید بن المسیب و عمر بن عبدالعزیز انہ اذا قال المؤذن
اللہ اکبر وجب القیام واذا قال حی علی الصلوٰۃ اعتدلت الصفوف واذا قال
لا الہ الا اللہ کبر الامام۔ (عمدۃ القاری، جلد۴، ص۲۱۵)

سعید بن المسیب وعمر بن العزیز رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ مکبر جب اللہ اکبر کہے تو کھڑا
ہو جانا سب کا واجب ہے۔ اور جب حی علی الصلاۃ۔ تو صفیں سیدھی ہو جائیں۔ اور جب مکبر لا الہ الا
اللہ کہے۔ امام تکبیر تحریمہ کرے۔

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ مکبر جوں ہی شروع تکبیر میں اللہ اکبر کہے گا، امام و
مقتدی سارے لوگ ضرور کھڑے ہو جائیں کہ کھڑے ہونا واجب ہے اور اگر کھڑے نہ ہوئے تو
ترک واجب کی وجہ سے گنہ گار ہوں گے۔ اس لئے اس روایت کی وجہ سے شروع تکبیر میں
کھڑے ہو جانا بالکل درست ہے۔

(۴) قال تعالیٰ فاستبقوا الخیرات ط اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: نیک کاموں
کی طرف لپکو۔ صفوں کی درستگی اچھی اور بہتر چیز ہے، جس کے لئے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے
تاکید فرمائی ہے۔ اقیموا صفوفکم فانی اراکم من وراء ظھری۔
(بخاری جلد اول، ص۱۰۰)

اپنی صفوں کو سیدھی رکھو، بے شک میں تم لوگوں کو اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھ رہا ہوں۔
تو برائے درستگی صف شروع تکبیر میں کھڑا ہو جانا، یہ ایک فعل مستحسن کی طرف بڑھنا اور لپکنا

ہے اور اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ تم اعمالِ صالحہ کی طرف جلدی کرو۔ اس لئے شروع تکبیر میں کھڑے ہونا فرمانِ خداوندی کے منشا کے مطابق اور بیٹھے رہنے میں محرومی اور مخالفتِ حکم خداوندی ہے۔

(۵) کتبِ فقہ میں حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کو جو مستحب لکھا گیا، اس کا مطلب صرف اتنا ہی ہے کہ اس کے بعد اب بیٹھے رہنا خلافِ ادب ہے۔ یعنی اس کے بعد اگر بیٹھا رہا تو خلافِ ادب ہے۔ اس لئے جو لوگ حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح سے پہلے کھڑے ہوں گے وہ خلافِ ادب کے ہرگز مرتکب نہیں ہوئے بلکہ وہ بارادۂ درستگی صف کھڑے ہوئے، اس لئے مستحق اجر و ثواب ہوئے۔

(۶) دیکھا جاتا ہے کہ ختم تکبیر کے بعد بھی صفیں درست نہیں ہو پاتیں۔ تو ذرا وہ لوگ بتائیں جو حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے عادی ہیں کہ امام اگر تکبیر ختم ہوتے ہی نماز شروع کر دے تو مقتدیوں کی ثنا چھوٹے گی کہ وہ صفوں کی درستگی میں اُلجھے ہوئے ہیں۔ اور ثنا سنت ہے۔ جس کا ترک لازم آتا ہے مستحب پر عمل یعنی حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے سے اور اگر ایسا نہیں کرتا ہے بلکہ صفوں کی درستگی کرائے، پھر نماز شروع کرے تو اس تقدیر پر ختم تکبیر اور شروع نماز میں اتصال نہ رہا بلکہ دونوں کے درمیان کچھ وقفہ حائل ہو گیا۔

اور یہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے خلاف ہے۔ لہٰذا ترکِ سنت اور مخالفتِ قولِ امام سے بچنے کی یہی صورت ایک ہے کہ شروع تکبیر میں کھڑے ہو کے صفیں درست کر لیں کہ ختم تکبیر ہوتے ہی امام تکبیر تحریمہ کرے۔ اس میں ختم اقامت اور شروع نماز کا اتصال رہے گا۔ اور مقتدی ثناء بھی پڑھ لیں گے۔ اور صفیں بھی سیدھی ہو جائیں گی۔

(۷) فقہ حنفی کے زبردست ماضی قریب کے فقیہ علامہ سید احمد طحطاوی اپنی کتاب 'حاشیہ طحطاوی علی الدر' میں اس مسئلہ خاص کے بارے میں کیا لکھتے ہیں، یہ قابل دید و غور ہے۔

والظاهر انه احتراز عن التاخير لا التقديم حتی لو قام اول الاقامة لا باس۔ (طحطاوی علی الدر، ص ۱۳۳) یعنی امام و مقتدی کا علی الصلاۃ یا الفلاح پر کھڑا ہونے کا حکم یہ احتراز ہے۔ تاخیر سے نہ کہ تقدیم سے۔ یعنی بیٹھے رہنے کی یہ انتہا بیان کی گئی ہے۔ شروع تکبیر میں کھڑے ہونے کو منع نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ اگر کوئی شروع تکبیر میں کھڑا ہو گیا تو کوئی حرج کی بات نہیں۔ تو اگر ہم لوگ شروع اقامت یا ارادہ اصلاح صف کھڑے ہو جاتے ہیں تو کیا برا کرتے ہیں۔ اب جواب دو۔ اس کے آگے اب تمہارا کیا جواب ہوگا؟ شاید اب کوئی تمہارا جواب نہ آئے اور انتظار ہی انتظار رہ جائے۔

مخالفین کی یہ چند دلیلیں ہیں جو شروع اقامت میں کھڑے ہو جانے والے بڑے طمطراق کے ساتھ پیش کرتے ہیں اور اپنا علمی دھونس جمانے کی کوشش کرتے ہیں۔ بریلوی عوام پر اور جب کسی عالم دین سے پالا پڑ جائے تو بس اوسان خطا کر جاتے ہیں۔ ان کا وضو ٹوٹتا ہوا نظر آتا ہے۔ اب اِن دلائل پر جو کلام ہے اُسے بغور پڑھو۔

(۱۵) الکلام علی الدلائل

(۱،۲) اولاً یہ حدیث ابوہریرہ، حدیث ابوقتادہ کے خلاف ہے، اس لئے علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری، وعلامہ نووی شارح مسلم دونوں لکھتے ہیں۔ لعله کان مرة او مرتین ونحوهما لبيان الجواز او لعذر ولعل قوله صلی الله علیه وسلم فلا تقوموا حتی ترونی کان بعد ذلك۔ شاید یہ ایک بار یا دو بار ہوا۔ اور اس کے مثل بیان جواز کے لئے تھا۔ یا کسی عذر کی وجہ سے تھا اور امید کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قول "فلا تقوموا حتی ترونی" اس کے بعد کا ہے۔

(نووی شرح مسلم، جلد ۱، صفحہ ۲۲۱، عمدۃ القاری شرح بخاری، جلد ۴، صفحہ ۲۱۵)

حدیث قتادہ "اذا قیمت الصلوۃ فلا تقوموا حتی ترونی" (بخاری جلد ۱ صفحہ ۸۸)

اس حدیث کا معنی علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں۔ ان معنی الحدیث لا یقومون عند الاقامۃ الاحین یرون ان الامام قام۔ (عمدۃ القاری، جلد ۴، صفحہ ۲۱۴)

حدیث کا معنی یہ ہے کہ لوگ اقامت کے وقت صرف، اور صرف اس وقت کھڑے ہوں کہ دیکھ لیں، امام کھڑا ہوگیا۔ لہٰذا اس صورت میں کہ امام محراب یا قریب محراب بیٹھا ہے تو کسی مقتدی کے لئے اٹھ کھڑا ہونا کراہت سے خالی نہیں ہوگا۔ اس لئے کہ "لا تقوموا صیغہ نہیں ہے جو حرمت کے لئے آتا ہے۔ اگر اس سے قرینۂ صارفہ موجود نہ ہو۔ ورنہ کراہت تنزیہ سے اس کا درجہ کم نہیں۔ وادنی درجات النھی الکراھۃ۔ (بدائع صنائع، جلد ا، صفحہ ۶۰۵)

نہی کا کم تر درجہ کراہت ہے۔ اور کراہت میں کم تر درجہ کراہت تنزیہ کا ہے۔ اسی بنیاد پر فقہاء کرام صاف صاف تحریر کرتے ہیں۔ اذا دخل الرجل عند الاقامۃ یکرہ لہ الانتظار قائما ولکن یقعد ثم یقوم اذا بلغ الموذن قولہ حی علی الفلاح۔ (فتاوی ہندیہ، ج ا، صفحہ ۵۷) جب کوئی شخص مسجد میں اقامت کے وقت آئے۔ تو اس کے لئے کھڑے کھڑے انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے۔ پھر جب مکبّر اپنے قول حی علی الفلاح کو پہنچے تو یہ کھڑا ہوجائے۔

ثانیا: اس حدیث کا مفہوم یہ ہرگز نہیں کہ ہم لوگ ابتداء و اقامت میں کھڑے ہوجاتے تھے، جیسا کہ مستدل اور مدعی کا منشاء ہے۔ حدیث میں کوئی لفظ نہیں جو اس معنی پر دلالت کرے اور اگر کوئی لفظ ہے جو ابتدائے قیام پر دلالت کرتا ہے تو مستدل کو چاہیے کہ وہ پیش کرے۔

(۱۶) دونوں حدیث میں فاء تعقیب ہے

اسی طرح حدیث ثانی بھی ہے کہ دونوں ایک ہی مضمون پر مشتمل ہیں۔ اس لئے کہ دونوں حدیثوں میں فائے تعقیبیہ ہے۔ حدیث اولی میں دیکھیں۔ فیاخذ الناس مصافھم۔ اور حدیث ثانی میں دیکھیں: فقمنا فعدلنا الصفوف۔ اہل عربیہ کے نزدیک "فا" کس معنی کے

لئے ہے وہ درس نظامی کے ابتدائی طالب علم پر بھی پوشیدہ نہیں ہے۔ کتب نحو میں مصرح
ہے۔ الفاء للتعقیب مع الوصل یعنی فا ایک چیز کے، ایک چیز کے بعد بلا فصل پائے
جانے پر دلالت کرتی ہے۔ مطلب یہ کہ ایک چیز پہلے پائی گئی، اس کے بعد دوسری چیز پائی
گئی، لیکن دونوں کے درمیان کوئی فاصلہ اور وقفہ نہیں ہے۔ دوسری چیز، پہلی چیز کے بعد فورا
بلا تاخیر پائی گئی۔

حدیث ثانی کے جملہ اولی کو دیکھیں۔ "اقیمت الصلوۃ" تکبیر پڑھی گئی۔ یعنی پوری تکبیر
پڑھ لی گئی۔ لان المطلق ینصرف الی الفرد الکامل۔ اقیمت الصلوۃ مطلق ہے۔ اور
مطلق سے مراد فرد کامل ہوتا ہے۔ جیسے "اقیموا الصلوۃ" ہے نماز قائم کرو۔ نماز پڑھو یعنی پوری
نماز پڑھو۔ آدھی ادھوری مت پڑھو۔ حدیث کا جملہ ثانیہ "فقمنا" ہے یعنی تکبیر پوری ہوتے
ہی ہم لوگ کھڑے ہوگئے۔ اور حدیث کا جملہ ثالثہ "فعدلنا الصفوف" ہے۔ پھر ہم نے
صفیں سیدھیں کیں۔ اس وضاحت کی روشنی میں حدیث پاک کا صریح مفہوم یہ ہوا کہ اقامت
پوری ہوجاتے ہی ہم لوگ فورا کھڑے ہوگئے۔ اور بے تاخیر صفیں سیدھیں کیں۔ اسی طرح
حدیث اولی کا بھی مفہوم ہے کہ تکبیر مکمل ہوتے ہی لوگوں نے اپنی اپنی جگہ لے لیں۔ تاہم دونوں
حدیث ضرور اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ لوگوں کا صف میں جگہ لینا اور صفوں کو درست کرنا
اور کھڑا ہونا لوگوں کا۔ امام کا اپنی جائے امامت پر آنے سے پہلے پایا گیا۔ جس کا جواب گزر چکا
کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بعد میں فلا تقوموا کہہ کر اس سے منع فرمادیا۔

(۱۷) صفوں کی درستگی بعد تکبیر صحابہ کرام کا عمل رہا

ثالثاً: غور سے حدیث پاک پڑھیں۔ چند باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اقیمت الصلوۃ،
فقمنا، فعدلنا الصفوف۔ اقامت ہوجانے کے بعد کھڑے ہوکر ہم لوگوں نے صفیں
سیدھیں کیں۔

(۱) صحابہ کرام شروع تکبیر میں بیٹھے رہے، ورنہ فقمنا کا کیا مطلب ہوگا؟ کہ کھڑا تو وہی ہوگا جو پہلے سے بیٹھا رہا ہو۔ الحمدللہ! اس سے صحابہ کرام کا عمل ثابت ہوا کہ شروع تکبیر میں بیٹھنا ہے۔ (۲) صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم سے صفوں کی درستگی تکبیر کے بعد پائی گئی۔ (۳) صفوں کی درستگی تکبیر کے بعد صحابہ کرام کا عمل ہے۔ (۴) دوران اقامت صفوں کی درستگی صحابہ کرام کے عمل کے خلاف ہے۔ اور کہیں کسی سے ثابت نہیں لہٰذا ان دونوں حدیثوں سے ابتدائے اقامت ہی سے قیام پر استدلال کرنا بہت بے معنیٰ ہے۔ اور بڑی بے علمی کی دلیل ہے۔

رابعا: ولعله عليه السلام كان يخرج من الحجرة الشريفة بعد شروع المؤذن في الاقامة ويدخل في محراب المسجد عند قوله حي على الصلوة ولذا قال ائمتنا يقوم الامام والقوم عند حي على الصلوٰة.

(مرقات المفاتیح، جلد ۱، صفحہ ۴۱۹)

اُمید کہ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم مکبر کے تکبیر شروع کرنے کے بعد حجرۂ مبارکہ سے باہر تشریف لاتے تھے۔ اور محراب مسجد میں مکبر کے حی علی الصلوٰۃ کے وقت داخل ہوتے تھے۔ اور اسی وجہ سے ہمارے ائمہ احناف نے فرمایا کہ امام و مقتدی حی علی الصلوٰۃ کے وقت کھڑے ہوں۔

محقق حنفیہ ملا علی قاری رحمہ الباری کی اس عبارت سے چند باتیں واضح ہوتی ہیں:

(۱) کان یخرج صیغہ ماضی استمراری ہے جو دلالت کرتا ہے کہ حجرۂ مبارکہ سے سرکار علیہ الصلاۃ والسلام کا حی علی الصلوٰۃ کے وقت نکلنا، اور داخل محراب، حی علی الصلوٰۃ کے وقت ہونا بسا اوقات پایا گیا۔ (۲) ممانعت قیام کے بعد صحابہ کرام شروع اقامت میں بیٹھے رہا کرتے۔

(۱۸) الکلام علی الدلیل الثالث

اولاً یہ دونوں حضرات تابعی ہیں، گرچہ اول کا علمی پایہ اونچا ہے۔ اور مؤخر الذکر کا عدالت و انصاف میں۔ مگر اس حد تک نہیں کہ مجتہدِ مطلق ہوں۔ یا مجتہد فی المذہب ہوں کہ ان کے اقوال کی اتباع کی جائے۔ اور مجتہد ہی ہوں۔ تو ہم حنفی ہیں۔ امام اعظم کی اتباع ہم پر لازم ہے نہ کسی اور امام کی۔

(۱۹) فاروق اعظم و انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا عمل

ثانیاً یہ حضرات جب تابعی ہیں تو ان کے مقابل کسی فقیہ مجتہد صحابی کا فعل راجح ہے تو کیوں نہیں خلیفہ دوم امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل کو لیا جائے اور اس پر عمل کیا جائے۔ فانه بعد فراغ المؤذن من الاقامة كان يقوم المحراب. المبسوط للامام السرخسی. تو بے شک آپ محراب میں کھڑے ہوتے تھے جب مکبر پوری تکبیر کہہ کے فارغ ہو جاتا۔ اور مشہور صحابی رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنھوں نے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی سال دو سال نہیں پورے دس سال خدمت کی ہے۔ سفر و حضر دیکھا ہے۔ ایک ایک فعل پر غائرانہ نظر رہی ہے۔ تو پھر ان کا فعل اس سلسلہ میں کیوں نہ لیا جائے۔ وكان انس رحمة الله تعالى يقوم اذا قال المؤذن قد قامت الصلوة وبه قال احمد رحمه الله تعالى. (مسلم، جلد ا، صفحہ ۲۲۱) اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اس وقت کھڑے ہوتے جب مکبر قد قامت الصلوة کہتا۔ اور اسی کے قائل امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

یہ جلیل القدر، عظیم الشان صحابی رسول ہیں ان کے افعال راجح ہیں اور ان کے مقابل تابعی کے افعال مرجوع ہیں۔ اور استناد و استدلال مرجوع سے نہیں راجح سے ہوتا ہے۔ اس لئے ان حضرات کے عمل کو اپناتے ہوئے اور اپنی بگڑی ہوئی عادت کو چھوڑتے ہوئے۔

شروع اقامت میں کھڑا ہونا ترک کیجیے۔

(۲۰) الکلام علی الدلیل الرابع

فاسبقوا الخیرات۔ ای بادروا الی الطاعات وقبولها۔ (جلالین، ص ۲۲)

نیک کاموں اور ان کے قبول کی طرف جلدی کرو۔

(۲۱) طاعت، قربت، عبادت

یہ الفاظ قریب المعنیٰ ہیں۔ قدرے وضاحت ضروری ہے تاکہ ایک دوسرے سے ممتاز ہو جائے۔

الطاعة فعل ما یثاب علیه توقف علی نیة اولا۔ عرف من یفعله لاجله اولا والقرابة فعل ما یثاب علیه بعد معرفة من یتقرب الیه به وان لم یتوقف علی نیة۔ والعبادة فعل ما یثاب علی فعله ویتوقف علی نیة۔ فنحو الصلوات الخمس والصوم والزکاة والحج من کل ما یتوقف علی النیة قربة وطاعة وعبادة وقراءة القرآن والوقف والعتق والصدقة ونحوها مما لا یتوقف علی نیه قربة وطاعة۔ لا عبادة۔ والنظر المودی الی معرفة الله تعالیٰ طاعة لا قربة ولا عبادة۔ (رد المحتار، ج ۱، صفحہ ۷۸)

طاعت ایسا فعل ہے کہ جس کے کرنے پر فاعل کو ثواب ہے۔ وہ فعل خواہ نیت پر موقوف ہو یا نہ ہو۔ فاعل کو اس کی معرفت حاصل ہو جس کے لئے وہ فعل کر رہا ہے یا حاصل نہ ہو۔ اور قربت وہ فعل ہے کہ جس کے فاعل کو ثواب دیا جائے۔ اس کی معرفت حاصل ہونے کے بعد جس کی وہ قربت اور نزدیکی چاہتا ہے۔ گرچہ یہ نیت پر موقوف نہیں۔ اور عبادت وہ فعل ہے کہ جس کے کرنے پر فاعل کو ثواب ملے اور نیت پر وہ فعل موقوف ہے۔ تو نماز پنجگانہ، روزہ، زکوٰۃ اور حج کے مثل ہر وہ سارے فعل جو نیت پر موقوف ہیں، وہ قربت بھی ہیں اور طاعت اور

اور اسی طرح دوسرے افعال جو نیت پر موقوف نہیں ہیں، یہ طاعت وقربت ہیں لیکن عبادت نہیں ہیں۔ اور قرآن کی تلاوت، راہِ خدا میں وقف، غلام کو آزاد کرنا، اور کارِ خیر میں خرچ کرنا عبادت بھی۔ اور اللہ تعالیٰ کی مصنوعات کو دیکھنا جو معرفت الٰہی تک پہنچا دے۔ یہ صرف قربت ہے، نہ طاعت ہے اور نہ ہی عبادت ہے۔

(۲۲) حکم خداوندی مسابقت ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے بندو! ایسے کاموں کی طرف مسابقت ومبادرت کرو جس کی مشغولیت سے تمہیں ثواب ملے۔ مبادرت الی الطاعت کے تحقق کے لئے ضروری ہے کہ فاعل پہلے ہی سے مشغول طاعت نہ ہو۔ ورنہ تحصیل حاصل لازم آئے گا جو ظاہر البطلان ہے جس میں کسی عاقل کو کوئی کلام نہیں۔ لہٰذا اس خطاب کے مخاطبین، اور اس امر کے مامورین وہ لوگ ہیں جو طاعت میں مصروف نہ ہوں، نہ کہ وہ ہیں جو پہلے ہی سے طاعت میں لگے ہوئے ہیں۔ نمازی کا نماز کا انتظار کرنا آدابِ نماز سے ہے۔ فمنها انتظار الصلوة.

(طحاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۷۶)

تو آدابِ نماز سے نماز کا انتظار کرنا بھی ہے۔ جو نمازی مسجد میں آکے انتظارِ نماز میں بیٹھے ہیں۔ بے شک وہ طاعت میں ہیں۔ اور مبادرت الی الطاعت کا حکم ان کے لئے ہے جو طاعت میں نہ ہوں اور جو طاعت میں ہیں ان کے لئے حکم ہے کہ سکون ووقار کے ساتھ دوسری طاعت کی طرف منتقل ہو جاؤ۔

اذا ثوب بالصلوة فلا يسعى اليها احد كم ولكن يمش وعليه السكينة والوقار. صل ما ادركت واقض ما سبقك. (مسلم، ج ا، ص ۲۲۰)

جب تکبیر پڑھی جائے تو نماز کے لئے تم میں سے کوئی تیز چال چلتا ہوا نہ آئے۔ بلکہ معتدل چال چلتا ہوا آئے۔ اور اس پر اطمینان وسکون لازم ہے۔ جو امام کے ساتھ پائے

اُسے پڑھ لے اور جو چھوٹ گئی اسے بعد میں ادا کر لے۔

(۲۳) تکبیر سننے کے باوجود تیز چال سلنے سے منع فرمایا گیا ہے

انما ذکر الاقامة للتنبیه بها علی ما سواها لانه اذا نهی عن اتیانها سعیًا فی الاقامة مع خوف فوت بعضها فقبل الاقامة اولی۔ واکد ذلك ببیان العلة فقال النبی صلی الله تعالی علیه وسلم فان احدکم اذا کان یعمد الی الصلوة فهو فی صلاة وهذا یتداول جمیع اوقات الاتیان الی الصلوة واکد ذلك تاکیدًا اخر فما ادرکتم فصلوا وما فاتکم فاتموا۔

(نووی شرح مسلم، جلد ا،ص ۲۲۰)

امام نووی فرماتے ہیں کہ اقامت کا ذکر تو محض اس لئے کیا گیا ہے کہ اس سے اس کے علاوہ پر تنبیہ ہو جائے۔ اس لئے جب اقامت کی حالت میں تیز چال چلتے ہوئے نماز کے لئے آنے سے روک دیا گیا، جبکہ نماز کے کچھ حصہ کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ تو اقامت سے پہلے بدرجۂ اولیٰ (تیز روی منع ہے) اور علت بیان کرنے سے اس کو مؤکد کیا گیا۔ تو آقا صلی اللہ علیہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اس لئے کہ تم میں سے کوئی جب ارادہ نماز کر لیتا ہے تو وہ نماز ہی میں ہے۔ اور یہ حکم نماز کے لئے آنے کے سارے وقت کو عام ہے۔ اور اس حکم کو ایک اور تاکید سے مؤکد کیا گیا تو جو امام کے ساتھ پا جاؤ اُسے پڑھ لو۔ اور جو تمہاری چھوٹ گئی اُسے پورا کر لو۔

اذا سمعتم الاقامة فامشوا الی الصلوٰة وعلیکم السکینة والوقار ولا تسرعوا۔ (بخاری، جلد ا،ص ۸۸)

جب تک تکبیر سن لو تو نماز کے لئے چل پڑو۔ اس حال میں کہ تم پر سکون واطمینان ہو۔ اور جلدی نہ مچاؤ۔ ان احادیث کریمہ کو پڑھو اور سمجھو۔ عمل پیرا ہونے کی کوشش کرو، بگڑی ہوئی

عادت چھوڑ دو، ہٹ دھرمی، ناحق ضد خراب چیز ہے۔ دیکھو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مسجد سے باہر لوگوں کو تیز روی کے ساتھ چل کر مسجد میں آنے سے منع فرمادیا، جبکہ اقامت بھی ہو رہی ہے اور نماز کا کچھ ابتدائی حصہ چھوٹ جانے کا اندیشہ بھی ہے۔ اور رہنمائی فرمائی کہ تیز روی کی ضرورت ہے ہی نہیں، اس لئے کہ تم نماز میں ہو۔ سکون و وقار کے ساتھ رہو۔ جتنی نماز امام کے ساتھ پاجاؤ اسے پڑھ لو۔ اور جو جاتی رہیں۔ بعد میں اسے پورا کرلو۔ جلدی مچانے کی کیا ضرورت ہے؟ کہ تم جلدی مچاؤ۔

(۲۴) مقامِ نصیحت

فقبل الاقامۃ اولی. امام نووی کا یہ جملہ کتنا سبق آموز ہے۔ یعنی جب سرکار علیہ الصلاۃ والسلام نے جلدی بازی سے منع فرمایا حالتِ اقامت میں، تو کس قدر آپ کو ناگوار ہے کہ اقامت سے پہلے جلدی مچائی جائے۔ اور حالتِ اقامت میں باہری لوگوں کی جلد بازی آپ کو بارِ خاطر ہے تو داخلی لوگوں کی جلد بازی کس قدر بارِ خاطر ہوگی، کتنی ناپسندیدہ۔ اس کا کچھ اندازہ عقل سلیم اور طبع مستقیم کو ضرور ہوگا۔ اس پر کچھ کہنے اور لکھنے کی ضرورت نہیں۔ یہ فیصلہ طبع مستقیم پر چھوڑ دو۔ طبع مستقیم کو فیصل بنالو۔ یقیناً اس کا فیصلہ یہی ہوگا کہ داخلی لوگوں کا جلد بازی کرنا کہ جنھیں کسی رکعت کے فوت ہونے کا ڈر نہیں ہے۔ برا ہے اور بہت برا ہے۔ اور بالخصوص جب امام بیٹھا ہے تو اور بہت برا۔ لان القیام لاجل الصلوٰۃ ولا یمکن اداء بدون الامام فلم یکن القیام مفیدًا۔ (بدائع الصنائع، جلد ا، ص ۴۶۸)
اس لئے کہ کھڑا نماز کے لئے ہوا اور نماز کی ادائیگی بغیر امام ممکن نہیں۔ تو کھڑا ہونا بے فائدہ ہے۔

(۲۵) الکلام علی الدلیل الخامس

علامہ احمد ابن علی بن حجر عسقلانی شارح بخاری اپنی مشہور زمانہ فتح الباری کتاب میں لکھتے

ہیں۔ انهم كانوا يقومون ساعة تقام الصلوٰة ولم يخرج النبی صلی الله تعالی عليه وسلم فنهاهم عن ذلك. صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم شروع اقامت ہی میں کبھی کبھار کھڑے ہو جاتے تھے۔ تو آقا علیہ الصلاۃ والتسلیم نے ان کو اس سے منع فرمایا۔
(فتح الباری، جلد ۲،ص ۱۵۰)

اور جب آقا نے اس سے منع فرما دیا تو کوئی امر ممنوع، ادب اور مستحب کیسے ہو جائے گا۔ بلکہ امر ممنوع کا ارتکاب مکروہ ہے۔ خواہ تحریمی ہو یا تنزیہی۔ بہر حال امر ممنوع کراہت سے خالی نہیں۔ اسی لئے شروع تکبیر میں کھڑا ہو جانا مکروہ ہے۔ مکروہ وہ ہے جسے چھوڑ دینا چاہیے۔ ودخل رجل فی المسجد فانه يقعد ولا ينتظر قائما فانه مكروه. كما فی المضمرات قهستانی. ويفهم منه كراهة القيام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون. (طحطاوی علی مراقی الفلاح،ص ۲۷۸)

اور جس وقت مکبر نے تکبیر کہنی شروع کی اور کوئی شخص مسجد میں آگیا تو آنے والا آدمی بیٹھ جائے اور کھڑے کھڑے انتظار نہ کرے کیونکہ مکروہ ہے جیسا کہ مضمرات میں ہے۔ (قہستانی) اور اسی سے شروع اقامت میں کھڑے ہونے کی کراہت سمجھی جاتی ہے اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ دیکھئے علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ الباری صاف صاف لکھتے ہیں کہ شروع اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اور لوگ اس سے غافل ہیں۔ غفلت کی وجہ آپ نے بیان نہیں کی۔ ممکن ہے عدم شعور ہو تو علماء کا منصب ہے۔ عوام کو حق کی آگاہی دینا اور عوام کا کام ہے علماء کی بتائی ہوئی حق باتوں پر عمل کرنا۔ علماء اپنے فرض منصبی کو ادا کرتے رہیں اور عوام الناس کو اس کی کراہت بتاتے رہیں۔ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوتے کے استحباب کی طرف دانائی اور حکمت کے ساتھ دعوت دیتے رہیں۔ اُمید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح کرنے پر کراہت کو چھوڑ کر، لوگ استحباب کی طرف پلٹ آئیں گے۔

اور مولانا عبدالحئی صاحب لکھنوی جو دیوبندی جماعت میں کافی مقبول و معتمد ہیں۔ وہ

اپنی کتاب السعایۃ میں لکھتے ہیں: وفی جامع المضمرات اذا دخل الرجل فی المسجد والمؤذن یقیم یکرہ لہ الانتظار والقیام لکن ینبغی لھم ان یقعد واثم یقوموا عند حی علی الفلاح۔ (السعایۃ، جلد ثانی ص ۳۶)

(۲۶) الکلام علی الدلیل السادس

(۱) عن انس قال اقیمت للصلوۃ فاقبل علینا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بوجھہ فقال اقیموا صفوفکم وتراصوا۔ (مشکوۃ المصابیح صفحہ ۹۸)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے انھوں نے بیان کیا کہ نماز کے لئے تکبیر پڑھی گئی۔ تو نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے اپنا رخ مبارک ہم لوگوں کی طرف کر کے فرمایا: اپنی صفیں سیدھی رکھو اور ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہو۔

(۲۷) امام صفوں کی درستگی کا حاکم ہے

(۲) قال الطیبی فی الحدیث بین ان الامام یقبل علی الناس فیامرھم بتسویۃ الناس یعنی اذا رأ خلا فی الصف والافلا فائدۃ فی الامر (مرقات المفاتیح، ج ا، ص ۷۹)

شارح مشکوۃ علامہ طیبی نے کہا، حدیث میں اس بات کا بھی بیان ہے کہ امام مقتدیوں کی طرف متوجہ ہوگا، پھر انہیں حکم دے گا صفوں کی درستگی کا۔ مطلب یہ ہے کہ جب امام صف میں کجی دیکھے تو مقتدیوں کو حکم دے گا کہ لوگ صفیں درست کریں، ورنہ حکم دینے میں کوئی فائدہ نہیں۔

(۳) وعن النعمان بن بشیر قال کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم یسوی صفوفنا اذا قمنا الی الصلوۃ فاذا استوینا کبر۔ (رواہ ابوداؤد، مشکوۃ المصابیح ص ۹۸)

نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہماری صفوں کی درستگی کراتے۔ جب ہم لوگ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے، پھر جب ہماری صفیں سیدھی ہو جاتیں تو تکبیر تحریمہ فرماتے۔

(۲۸) اقامت کا اتصال تکبیر تحریمہ سے مستحب ہے

حدیث اول میں "اقیمت للصلاۃ" ہے۔ نماز کے لئے تکبیر پڑھی گئی، پھر آپ نے فرمایا صفیں سیدھی کرو۔ اور حدیث ثانی میں "اذا قمنا الی الصلوۃ" ہے کہ جب ہم لوگ نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے تو سرکار صفیں درست کرواتے۔ پھر صفیں درست ہونے کے بعد نماز شروع فرماتے۔ دونوں حدیث پر نظر ڈالنے کے بعد اس میں کوئی پوشیدگی نہیں رہ جاتی ہے کہ اقامت کا اتصال تکبیر تحریمہ سے نہیں ہے بلکہ دونوں کے درمیان رسول کا قول مبارک "اقیموا صفوفکم وتراصوا" اور صحابہ کا درستگی صف، فعل، حائل اور فاصل ہے۔

(۴) عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال اقیمت الصلوٰۃ والنبی یناجی رجلا فی جانب فما قام الی الصلوۃ حتی نام القوم. بخاری جلد اول) وفیہ جواز الفصل بین الاقامۃ والاحرام للضرورۃ. (عمدۃ القاری، ج ۴، ص ۲۲۱)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، انھوں نے کہا کہ تکبیر پڑھی گئی۔ اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک شخص سے ایک گوشہ میں باتیں کرتے رہے۔ تو آپ نماز کے لئے کھڑے نہ ہوئے۔ یہاں تک کہ لوگ سو گئے۔ اور اس میں دلیل ہے کہ اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان ضرورت کی وجہ سے فصل جائز ہے۔

(۵) قال الشمنی فی ھذا رد علی من قال اذا قال المؤذن قد قامت الصلوۃ وجب علی الامام تکبیر الاحرام وفیہ دلیل علی ان اتصال الاقامۃ بالشروع فی الصلوۃ لیس من اکید السنن وانما ھو من مستحبا تہا کما

ذکرہ العینی۔ (طحاوی علی مراقی الفلاح ص ۲۷۸)

شمنی نے کہا اس میں ان لوگوں پر رد ہے جنھوں نے یہ کہا ہے کہ جب مکبر قد قامت الصلوٰۃ کہے تو امام پر تکبیر تحریمہ واجب ہے۔ اور اس میں دلیل ہے کہ اقامت کا اتصال شروع نماز سے سنت مؤکدہ نہیں ہے، یہ تو صرف مستحباتِ نماز سے ہے۔

(۶) انما کرہ الحنفیون الکلام بین الاقامۃ والاحرام اذا کان بغیر ضرورۃ واما اذا کان لامر من امور الدین فلا یکرہ۔

(عمدۃ القاری، جلد ۴، ص ۲۷۸)

علماء احناف اقامت اور تکبیر تحریمہ کے درمیان بات چیت مکروہ اس وقت سمجھتے ہیں جب بے ضرورت ہو اور رہا جب کسی دینی کام کی وجہ سے ہو تو بات چیت مکروہ نہیں ہے۔

(۲۹) صفوں کی درستگی کب؟ حی علی الفلاح کے بعد

(۷) صفوں کی درستگی بلاشبہ امر دینی ہے۔ سرکار علیہ الصلاۃ والتسلیم اس کے لئے فرماتے ہیں: وھی من اتمام الصلوٰۃ۔ درستگی صف تکمیل نماز سے ہیں۔ اور محرر مذہب حنفی امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سرکار دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے افعال و اقوال کو دیکھ کر ایک فیصلہ کن تحریر ثبت کرتے ہیں: قال محمد ینبغی للقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح ان یقوموا الی الصلوٰۃ فیصفوا ویسووا الصفوف ویحاذوا بین المناکب۔ (مؤطا امام محمد، ص ۸۸، ۸۹، باب تسویۃ الصفوف)

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ جس وقت مکبر حی علی الفلاح کہے۔ مقتدیوں کا نماز کے لئے کھڑا ہو جانا مستحب ہے۔ اس کے بعد بلا تاخیر صف بندی اور صفوں کی درستگی کریں۔

اس بیان میں بالکل واضح ہے کہ صف بندی، اور درستگی صف کے لئے حی علی الفلاح سے پہلے نہیں اٹھیں گے۔ بلکہ حی علی الفلاح کے بعد اٹھیں۔ صف بندی کریں اور

پورا جواب دے سکے گا، جوکہ مستحب ہے۔ اور مکبر کو یہ فضیلت مل جائے گی کہ امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ کرلے گا، جوکہ امام کے قد قامت الصلوٰۃ پر نماز شروع کردینے سے فوت ہوجاتی۔

(۳۳) اقامت کا جواب دینا

اقامت کا جواب دینا مستحب ہے۔ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اقامت کا جواب دیا ہے۔

(۱) اقامها الله وادامها وقال فی سائر الکلمات کنحو حدیث عمر فی الاذان۔ (سنن ابی داؤد، ص ۷۸)

آپ نے قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں "اقامها الله وادامها" اللہ اسے قائم و دائم رکھے، کہا اور باقی کلمات میں اسی طرح جواب دیا جیسے کہ اذان میں ہے۔ اس کا بیان حدیث عمر میں ہے۔

(۲) واجابة الاقامة مستحبة واذ ابلغ قوله قد قامت الصلوٰة یقول السامع اقامها الله وادامها. ما دامت السموٰت والارض وفی سائر الکلمات یجیب کما یجیب فی الاذان۔ (فتاوی ہندیہ، جلد ۱ صفحہ ۵۷)

اقامت کا جواب دینا مستحب ہے اور مکبر جب قد قامت الصلوٰۃ کو پہنچے تو سننے والا اس کے جواب میں اقامها الله وادامها ما دامت السموات والارض کہے۔ باقی کلمات میں جواب دے جیسا کہ اذان میں جواب دیتا ہے۔

(۳۴) تکبیر مکمل ہونے پر نماز شروع کرے

قد قامت الصلوٰۃ پر نماز شروع کرنے سے لازم آتا ہے، امام و مکبر سے امر مستحب کا فوت ہونا۔ لہٰذا پوری تکبیر ہوجانے پر نماز شروع کرے۔ اور امام ابو یوسف کے قول پر ہی اہلِ حرمین کا عمل ہے۔ وعلیه عمل اهل الحرمین۔ (شرح النقایۃ)

(۳۵) تبلیغی بتائیں؟

وہ لوگ جو فضائل اعمال کی تبلیغ کا ٹوکرا اپنے سر پر لئے نگر نگر پھر رہے ہیں، بتائیں کہ شروع اقامت میں بیٹھنا ائمہ احناف کے نزدیک فضائل اعمال سے ہے؟ یا نہیں۔ اگر نہیں ہے تو یہ سارے تبلیغی، دیوبندی، وہابی کس منہ سے حنفی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور اگر یہ فضائل اعمال سے ہے تو کیا کبھی ان کے پرکھوں نے یا خود انھوں نے اس کی تبلیغ کی؟ یا اس پر بھولے چوکے بھی عمل کیا؟ شاید کبھی ایسا نہ ہوا، تو جھوٹا ڈھکوسلا چھوڑ دینا چاہیے اور کھل کر غیر مقلدیت کا اعلان کر دینا چاہیے۔

(۳۶) شیخ نجدی کے تبلیغی سپوت

ان الشیطان للانسان عدو مبین○ بے شک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔ گویا شیخ نجدی شیطانِ لعین اپنے تبلیغی سپوتوں سے یوں مخاطب ہوا: میرے سپوت اُٹھو! میدانِ خرافات میں قدم رکھو، آگے تم چلو، پیچھے پیچھے نجدی سعودی دولت چلے گی۔ لیکن یاد رہے ٹھکانا مسجد ہی بنانا، کیونکہ بھولے بھالے سنیوں کو ہی نشانہ بنانا ہے۔ ان ہی کو دام فریب میں پھانسنا ہے، تمہارے بڑے بوڑھوں کا یہ آزمودہ فارمولا ہے۔ مسجد قباء کے مقابل میں مسجد ضرار کس نے بنائی؟ تمہارے سلف ہی نے بنائی۔ کس لئے بنائی اتحاد کی جگہ اختلاف۔ اتفاق کی جگہ انتشار کی بیج بونے کے لئے۔ قیصر روم کی نصرانیت، عیسائیت کو تقویت کے لئے، اسلام کے حسین و جمیل پودہ کو جڑ، بنیاد سے اکھاڑنے کے لئے یہ ہی تمہارا مرکزی نقطہ ہے، جسے ذہن نشین کرلو اور اس کے حصول کے لئے اپنا چولا اور حلیہ تھوڑا سا بدل ڈالو۔ دیکھو قائد میں ہوں۔ تاریخ ساز دار الندوہ کی اس عظیم میٹنگ پر طائرانہ نہیں غائرانہ نظر ڈالو۔ اگر اس میٹنگ میں ہماری شکل وصورت کچھ اور ہوتی تو کیا ندوہ والے مجھے داخل ہونے دیتے۔ گیٹ کے قریب نہ ہونے دیتے۔ اس لئے ہم نے سفید پوش بزرگ کی شکل اختیار کرلی اور

بزرگی کے ساز و سامان سے لیس ہو کے گیا تاکہ کوئی بھانپ نہ سکے اور شک نہ کرے۔ اسی طرح تمہیں ہماری اس میٹنگ والی شکل کو اپنانا ہے۔ بزرگی کے ساز و سامان جبہ و دستار، تسبیح و رومال کے ساتھ نکلنا ہے۔ مسلمانوں کی دینی اور دنیوی طاقت کا اولین مرکز مسجدیں ہیں، اس لئے ان کی طاقت کو منتشر کرنے کے لئے مسجدوں ہی کو اپناڈیرا بنالو۔ اچھے نام پر ہی ان کو پھنسا پاؤ گے۔ اس لئے اچھے نام کی ایک تحریک بناؤ۔ نماز، روزہ کے نام کی تحریک سے بہتر کوئی تحریک نہیں۔ نماز روزہ کا نام لیتے جاؤ، لوگوں کو پھانستے جاؤ۔ ذہن و دماغ کی تخریب کاری کرتے رہو۔ تحریک کا اصل مقصد اس کی طرف ذہن کو ہموار کرتے جاؤ۔ یعنی الفتِ مصطفےٰ سنیوں کے سینے سے نکالتے جاؤ۔ میرے سپوت تبلیغیو! جاؤ مشن میں لگ جاؤ۔ اہل وعیال کی فکر نہ کرنا، خوش وخرم رہنا، ہرگز فکر نہ کرنا، ہر ایک چھوٹے بڑے کو اس کی لگن، اور تھکن کے مطابق اس کی اجرت، خفیہ ذرائع سے کہ کانوں کان کسی کو خبر نہ ہو، پہنچتی رہے گی۔

(۳۷) تنبیہ وتاکید

اے سنی مسلمانو! ان جماعتیوں، تبلیغیوں، بدمذہبوں سے بچو، دیکھو مسجد ضرار میں دشمنان اسلام اجتماع کرتے تھے۔ مسجد میں اکٹھے ہو کر نبی کی شان میں گستاخیاں کرتے تھے۔

وکانو یجتمعون فیہ ویعیبون النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ویستھزؤون بہ۔ (وفاء الوفا، جلد ۳، ص ۸۱۶)

دشمنانِ اسلام منافقین مسجد ضرار میں اجتماع کرتے تھے اور رسول کی عیب جوئی کرتے تھے۔ اور رسول کی ہنسی اڑاتے تھے۔ ایسی مسجد کو آقا نے روئے زمین پہ باقی نہ رکھا، اُسے جلوا دیا۔ صحابہ کرام کی ایک جماعت کو حکم فرمایا اور صحابہ نے حکم پر عمل کیا۔

اذھبوا الی ھٰذا المسجد الظالم اھلھا فاھدموہ وحرقوہ ففعلھم کذلک۔

(تفسیر جلالین، ص ۱۶۶، حاشیہ ۲۲)

(۳۸) مسجد جل گئی مگر وہ بچ نکلے

وتفرق عنہ اھلہ۔ (وفاء الوفا، جلد ۳، ص ۸۱۶) مسجد جلا دی گئی۔ مگر وہ بچ نکلے تھے۔ آج انھیں کی اولاد تو زائیدہ، گلی گلی ماری پھر رہی ہے اور مسجد میں ڈیرے اور مسلمانوں کے ایمان پر ڈاکے ڈال رہی ہے۔ ان ناپاک طینت خبیثوں کو مسجد میں مت گھسنے دو۔ ان سے راہ و رسم مت بڑھاؤ۔ ورنہ ایمان وعقیدہ بگڑ جائے گا۔ اور ان شیطانوں کی دل لبھانے والی باتوں سے بچ نہیں پاؤ گے۔ ان کی دوستی زہر قاتل ہے۔ یہ تو کالے سانپ سے بھی برے ہیں۔ یارِ بد از مارِ بد بدتر ست۔ برا دوست کالے سانپ سے کہیں برا ہے۔ کالا سانپ کاٹے جان جائے گی، مگر برے دوست کی سنگت کا جب رنگ چڑھتا ہے تو ایمان وعقیدہ کی دولتِ بے بہا چلی جاتی ہے۔ اس لئے ان سے بچوں کو، اور خود کو بچائے رکھو۔

(۳۹) اس کی دیدنی حالت

سنیوں کی مسجد میں اگر کوئی دیوبندی تبلیغی بھولے بسرے پھنس جائے تو تکبیر شروع ہوتے ہی دندناتا اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ کبھی آستین جھاڑتا ہوا دِکھتا ہے، کبھی او ٹنگے پاجامہ پر نظر آتی جاتی ہے۔ پوچھنے پر کہتا ہے کہ صف کی درستگی اور ثواب کی زیادتی کا ارادہ۔ بس اس کے سوا کچھ نہیں۔ ایسے تبلیغی کو کہو، اے مردود! کیا تیرے اکیلے کھڑے ہونے سے جماعت سیدھی ہو جائے گی۔ جبکہ سارے اہل سنت والجماعت کے لوگ بیٹھے ہیں۔ وہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں گے۔ پھر صف بندی کریں گے۔ امام صف پر نظر ڈالے گا، کبھی ٹیڑھا پن دیکھے گا تو وہ صف ٹھیک کرائے گا۔ او مردود! تجھے کیا فکر پڑی ہے؟ یہ تو امام کا کام ہے۔ امام کی ذمہ داری ہے، صف درست کرانا، مقتدیوں کا کام ہے صف صحیح کرنا۔

(۴۰) صف کی درستگی کا حاکم امام ہے

نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے تکبیر پڑھے جانے کے بعد یہ فرمایا: اقیموا صفوفکم

وتراصوا۔ اپنی صفیں سیدھی کرو۔ اور مل جل کر کھڑے ہو۔ اس حدیث میں بالکل واضح ہے کہ صف کی درستگی کا حاکم امام ہے۔ اور مقتدی محکوم ہیں۔ حاکم جب حکم کرے محکوم اس حکم کو بجا لائے۔ اور امام حاکم بیٹھا وہ تو علی الفلاح پر اُٹھے گا۔ مگر یہ بد باطن، دیوبندی تبلیغی پہلے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ تو کیا اس کا ہاتھ، منھ لٹکائے، دو پیر پہ بندر کی طرح کھڑا ہونا تفریق بین المسلمین نہیں ہے؟ اور اپنے منصب اقتدا کو چھوڑتے ہوئے منصب امامت کے حقوق کی طرف کیا دست درازی نہیں ہے؟ جو کہ ایک صحیح مقتدی کے لئے غیر مناسب ناز یبا حرکت ہے۔

اور امام بھی صفوں کی درستگی کا حکم کب دے گا جب صف میں کجی، خلل، ٹیڑھا پن دیکھے۔ ورنہ کہنا بے فائدہ اور بے محل ہوگا۔

(۴۱) اللہ عزوجل کا کرم ہے

اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ہم اہل سنت والجماعت صف میں درست بیٹھتے ہیں۔ بہت کم درستگی کی ضرورت پیش آتی ہے۔ اور ہمارا امام اپنی تعلیم وتلقین کے ذریعہ کچھ ہی دنوں میں سب درست کر لیتا ہے اور کچھ پھر بھی باقی رہے تو درستگی صف میں کوئی دیر نہیں لگتی کہ اس سے کسی امر محبوب کا فوت لازم آئے۔ اور دیوبندی تبلیغی، بڑی پابندی کے ساتھ شروع تکبیر ہی میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ خود ہی بتاتے ہیں کہ صف کی درستگی ہے۔ صفوں کی درستگی اچھی بات ہے۔ مگر مسلسل اس سختی کی پابندی بتاتی ہے کہ دیوبندیوں کی جماعتیں سیدھی نہیں ہوتیں۔ اگر کبھی سیدھیں ہوتیں تو یہ تسلسل اور سختی نہ پائی جاتی۔ ہمیشہ یہ ٹیڑھے میڑھے ہی بیٹھتے ہیں۔ اس لئے شروع اقامت ہی سے یہ درستگی کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ سیدھی چٹائی پہ بھی سیدھا بیٹھنے کا عمل اور سلیقہ ان بے سلیقوں کو نہ آیا۔ اب درستگی کے عمل پیہم سے یہی امید واٰس ہے کہ صبح قیامت تک ان کی کجی نہیں جائے گی۔ اور نہ ہی ان کی صفوں میں درستگی آئے گی۔ اس کے لئے وجہ معقول بھی ہے۔ کہ ان کی بنیاد ہی ٹیڑھی ہے۔ عقائد اصل ہیں اعمال

فرع ہیں۔ ان کے عقائد بہت الٹے سیدھے ہیں۔ عقائد کی کجی کی وجہ سے اعمال کی کجی ہے۔ ورنہ کیا ہے کہ یہ جماعت دنیا بھر میں تبلیغ کرتی پھرتی ہے۔ مگر صف کی کجی دور نہ ہوئی۔ کتے کی دُم ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہی۔ ورنہ کیا تھا۔ تنبیہ کرتے، تاکید کرتے کہ نماز سے پہلے صفیں درست کرلو۔ اور حی علی الفلاح پر اٹھو۔ لوگ اس کے عادی ہو جاتے، لیکن عقیدہ کی کجی سے ایسا کچھ نہ کیا گیا۔

اے اللہ! بد عقیدگی کی گمراہی بڑی گمراہی ہے۔ اپنے حبیب کے صدقے اس سے بچائے رکھنا۔ صدیقین، صالحین کے راستہ پر قائم و دائم رکھنا۔ آمین

(۴۲) تبلیغی جماعت کا دعویٰ

تبلیغی جماعت یہ کہتی ہے کہ ہماری یہ تبلیغ سنت ہے۔ تو اگر اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ سنت ہے تو اس تبلیغی جماعت کے وجود میں آنے سے پہلے جتنے اکابر علماء دیوبند مر گئے، تارک سنت ہو کر مرے۔ اور تارک سنت کا حکم ہے کہ وہ مستحق عذاب نار ہوئے۔ یا جو زندہ ہیں اور تبلیغی جماعت میں داخل نہیں۔ وہ بھی مستحق عذاب نار ہیں۔ اس لئے کہ تارک سنت ہیں۔

اور اگر نفس تبلیغ سنت ہے اور یہ ہیئت کذائیہ خارج ہے، داخل ماہیت نہیں ہے تو تم سن لو، فاتحہ نفس ایصال ثواب کا نام ہے اور یہ ہیئتِ کذائیہ اس کی ماہیت میں داخل نہیں ہے۔ پہلے تم اپنی تبلیغ کی ہیئتِ کذائیہ کے سنت ہونے پر دلیل لاؤ۔ بعد میں طریقہ مروجہ فاتحہ کی دلیل کا مطالبہ کرنا۔

(۴۳) صف کی درستگی پر مزید گفتگو

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس پر ایک باب باندھا ہے۔ اور اس کا ایسا نام ہے کہ نام ہی سے ظاہر ہے کہ صف کی درستگی کس وقت ہوتی تھی۔

باب تسوية الصفوف عند الاقامة وبعدها۔ (بخاری، جلد ا، ص ۱۰۰)

اقامت کے وقت یعنی پہلے اور اقامت کے بعد صفوں کو درست کرنے کا باب۔

علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری اس پر لکھتے ہیں: ای هذا باب فی بیان حکم تسویة الصفوف عند الاقامة للصوة وبعد الاقامة ای بعد الفراغ من الاقامة قبل الشروع فی الصلوٰة۔ (عمدۃ القاری، جلد ۴، ص ۳۵۲)

یعنی یہ باب ہے نماز کے لئے صفوں کو سیدھا کرنے کے حکم کے بیان میں، اقامت کے وقت (پہلے) اور اقامت سے فارغ ہونے کے بعد، نماز شروع کرنے سے پہلے۔

اس باب سے ظاہر ہے کہ امام بخاری نے یہ باب صفوں کو سیدھا کرنے کے حکم کو بیان کرنے کے لئے باندھا ہے اور اس کا موقع و محل بیان کیا۔ عندالاقامة وبعدها کہ صفوں کی درستگی کا موقع اقامت سے پہلے ہے یا بعد میں ہے۔ اس کا موقع و محل بیان کر دینے سے یہ بھی سمجھ میں آتا ہے کہ اس کا موقع ابتدائے اقامت نہیں ہے۔ عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه قال اقیمت الصلوٰة فسوی الناس صفوفهم۔ (بخاری، جلد اول، ص ۸۹) ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ تکبیر پڑھی گئی تو لوگوں نے اپنی اپنی صفیں سیدھیں کیں۔

(۲) ان عثمان بن عفان کان یقول فی خطبته اذا قامت الصلوٰة فاعدلوا الصفوف وحاذوا بالمناکب فان اعتدال الصفوف من تمام الصلوٰة ثم لا یکبر حتی یاتیه رجال قد وکلهم بتسویة الصفوف فیخبرونه ان قد استوت فیکبر۔ (مؤطا امام محمد، ص ۸۸)

خلیفہ سوئم امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورانِ خطبہ ارشاد فرماتے تھے: جب اقامت ہو جائے تو صفوں کی درستگی کرو۔ اور شانوں کو ملاؤ۔ اس لئے کہ صفوں کی درستگی نماز کے کمال سے ہے۔ پھر آپ تکبیر تحریمہ نہیں کرتے۔ یہاں تک کہ وہ لوگ جنھیں آپ نے درستگی کے لئے مقرر کیا تھا، آ کے یہ خبر نہ دیتے کہ صفیں سیدھی ہو گئیں۔

اس کے بعد پھر آپ تکبیر تحریمہ کرتے۔

حدیث ابوہریرہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ارشاد و عمل سے یہی ثابت ہے کہ درستگیٔ صف اقامت کے بعد ہے۔ اور تکبیر تحریمہ اور اقامت کے درمیان قدرے فاصلہ ہے اور یہ فاصلہ بھی کسی اور چیز کی وجہ سے واقع نہیں ہوا بلکہ محض درستگیٔ صف کی وجہ سے ہوا تھا۔ نبی کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم کا ارشادِ گرامی ہے: علیکم بسنّتی وسنة الخلفاء الراشدین۔ تم پر سنت میری اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔ سنّتِ نبی، سنّتِ خلفاء راشدین و اقوالِ ائمہ آپ کے سامنے ہیں۔ لہٰذا عمل یہی ہونا چاہیے کہ درستگیٔ صف اقامت شروع کرنے سے پہلے کرلی جائے یا اقامت مکمل ہونے اور کھڑے ہونے کے بعد۔ اور ہرگز دورانِ شروع اقامت میں نہ اٹھیں کہ فقہاء نے اسے مکروہ لکھا ہے۔ اور رہا یہ کہ اگر حی علی الفلاح پر اٹھیں تو درستگیٔ صف کی وجہ سے اقامت اور تکبیر تحریمہ میں فصل لازم آتا ہے۔ تو یہ بے کراہت جائز ہے۔ اسی بنیاد پر، یہ عذر بے معنی اور بے فائدہ کہ ہم درستگیٔ صف کے لئے کھڑے ہوتے ہیں۔

(۴۴) صف کی درستگی کا حکم

وقد اجمع العلماء علی استحباب تعدیل الصفوف والتراص فیہا۔

(عمدۃ القاری، ج ۴،ص ۳۵۴، شرح نووی، ج ا،ص ۲۲۱)

صفوں کی درستگی، اور اس میں خوب مل جل کر کھڑے ہونے کے مستحب ہونے پر علماء کا اجماع ہے۔ وہی من سنۃ الصلوٰۃ عند ابی حنیفۃ والشافعی ومالک۔ (عمدۃ القاری، ج ۴،ص ۳۵۴) صفوں کی درستگی، امام اعظم، امام شافعی و امام مالک کے نزدیک نماز کی سنت سے ہے۔ ان عبارتوں سے صفوں کا سیدھا ہونا، مستحب اور سنّت ہونا مستفاد ہے۔ البتہ یہ صراحت نگاہوں سے نہیں گزری کہ سنت ہے تو آیا سنت مؤکدہ ہے یا غیر مؤکدہ۔ بہر حال صفوں کی

درستگی، مستحب ہو، یا سنت ہو، مؤکدہ ہو یا غیر مؤکدہ۔ یا واجب ہو۔ اس کا وقت اقامت سے پہلے ہے، یا بعد ہے۔ شروع اقامت ہر گز نہیں ہے۔

(۴۵) صحابہ کریم سے کچھ ایسا پایا گیا تو منع کر دیا گیا

صحابہ کرام سے شروع میں کھڑا ہونا اور صفوں کو درست کرنا پایا گیا۔ سو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں اس سے منع فرما دیا۔ اذا اقیمت الصلوٰۃ فلا تقوموا حتی تروني. جب تکبیر پڑھی جائے تو تم کھڑے نہ ہو جب تک تم مجھے دیکھ نہ لو۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ شروع تکبیر میں بیٹھے رہو۔ تکبیر کھڑے ہو کے نہ سنو، اور جب مجھے میں جائے امامت پر حی علی الصلوٰۃ کے وقت دیکھ لو، تو کھڑے ہو جاؤ۔

قال الشیخ فی اللمعات قال الفقھاء یقومون عند قولہ حی علی الصلوٰۃ ولعل ذلک عند حضور الامام یحتمل انہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کان یخرج عند ھٰذا القول۔ (ترمذی، ج ا، ص ۱۳، حاشیہ ۴)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے لمعات میں کہا ہے کہ فقہاء نے فرمایا کہ لوگ مکبر کے حی علی الصلوٰۃ کہنے کے وقت کھڑے ہوں۔ اور بے شک یہ حکم امام کی موجودگی کے وقت کا ہے۔ امید کہ آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس جملہ کے وقت باہر تشریف لاتے تھے۔

(۴۶) اسی لئے ائمہ احناف فرماتے ہیں

شروع تکبیر میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اور سرکار کا ارشاد گرامی فلا تقوموا نہی ہے۔ اور نہی کا ادنیٰ درجہ کراہت ہے اور کراہت کا ادنیٰ تنزیہ ہے۔ اس لئے شروع تکبیر میں کھڑا ہونا کراہت سے خالی نہیں۔ اور شروع تکبیر میں بیٹھے رہنا، اور حی علی الصلوٰۃ یا حی علی الفلاح پر اٹھنا مستحب ہے کہ سرکار اس جملہ کے وقت حجرہ مبارکہ سے تشریف لا کے مصلی امامت پر کھڑے ہو جاتے۔

وقد کرہ قوم من اهل العلم من اصحاب النبی صلی الله تعالی علیه وسلم وغیرهم ان ینتظر الناس الامام وهو قیام۔ (ترمذی، ج ا ص ۱۳۰)

علمائے صحابہ اور علمائے تابعین کی ایک جماعت اسے ناپسند جانتی ہے کہ لوگ کھڑے کھڑے امام کا انتظار کریں۔

انتظار عام ہے کہ امام مسجد ہی میں موجود نہیں ہے۔ یا مسجد میں موجود ہو اور محراب اور یا قریب محراب میں بھی ہے لیکن نماز و امامت کے لئے وہ کھڑا نہیں ہوا، بلکہ وہ بیٹھا ہوا ہے اور حی علی الصلوٰۃ پر اُٹھے گا، تو ایسی حالت میں مقتدی کا کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

(۴۷) بریلوی امام کے پیچھے نماز سب پڑھ لیتے ہیں

دیوبندی، وہابی، تبلیغی، جو سُنّی بریلوی امام کے پیچھے بڑے شوق سے نماز پڑھتا ہے بلکہ نماز کیا ٹکریں مارتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ اس کا امام بیٹھا ہے اور یہ خود بھو کے بندر کی طرح کھڑا۔ دائیں بائیں کنکھیوں سے دیکھتا ہوا۔ دل لرزتا ہوا، بدن کانپتا ہوا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی سُنّی کی گرجتی ہوئی آواز آئے، او مردود! تو کہاں سے آگیا۔ اخرج فانك رجیم ○ نکل مسجد سے تو دھتکارا ہوا ہے۔ مگر سُنّی بڑا صابر ہے۔ اور کیوں نہ ہو کہ صابرِ پاک سے تعلق ہے۔ نرمی سے کام لیتا ہے۔ جنگ و جدل سے کنارہ کش رہتا ہے۔ سُنّی امن و سکون کا دلدادہ ہے، سمجھتا ہے کہ یہ راہِ حق سے ہٹا ہوا اور گمراہی کی دلدل میں پھنسا ہوا، اس کے لئے دعائے ہدایت کرتا ہے۔ اے اللہ! اسے ہدایت نصیب فرما۔ ہدایت کا مالک تو ہی ہے اور اے میرے مالک! وخالق جسے تو گمراہ کردے اُس کا کوئی رہنما نہیں۔

(۴۸) یہ اختلافِ طبیعت کا نتیجہ ہے

دیوبندی مقتدی اس انتظار میں کھڑا کہ کب مکبر حی علی الفلاح کہے۔ اور امام صاحب اُٹھیں۔ کیا یہ اختلاف کراہت میں داخل نہیں۔ یقیناً شرعاً داخل ہے تو پھر اس کا ارتکاب کیوں؟ اور

بار بار کیوں؟ بتانے اور سمجھانے کے باوجود یہ ضد اور ہٹ کیوں؟ اس کا جواب دلِ روشن سے مل جائے گا۔ کل شیءٍ یرجع الی اصلہٖ۔ ہر چیز اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے۔ قدرت نے طبیعت اور مزاج الگ الگ رکھا ہے۔ اسی لئے ایک چیز اگر کسی کے لئے زہر قاتل ہے تو وہی دوسرے کے لئے حیات بخش ہے۔ گبریلا گندگی میں زندگی گزارنے والا ایک کیڑا ہے، گوبر جیسی گندی چیز اس کے لئے منبعِ حیات ہے اور ہر سلیم الطبع کو گندگی اور گوبر سے تنفر اور تکدر ہے اور خوشبو کی رغبت اور چاہت ہے۔ خوشبو سے دل و دماغ میں تر و تازگی پیدا ہوتی ہے۔ عطر سے طبیعت حساس و بشاش ہو جاتی ہے۔ عطر سے گبریلا مر جائے گا، اور گندگی سے انسان مر جائے گا۔ یہ محض اختلاف طبیعت کی وجہ سے ہے۔

(۴۹) مستحب کی بھینی بھینی خوشبو اس کی جان لیوا ہے

اسی لئے بے کھٹک، بے خوف یہ بات کہنی مبنی بر صداقت ہے کہ سنی صحیح العقیدہ مسلمان مستحب کو اپنے سینے سے اس لئے چمٹائے رکھتا ہے کہ ہمارے سرکار علیہ الصلاۃ والتسلیم اسے کیا گرچہ ایک بار ہی، دو بار ہی۔ یا خود آپ نے نہیں کیا، مگر آپ نے یا آپ کے سچے پکے غلاموں اور ہمارے پیشوائے دین نے اسے پسند فرمایا۔ بس ان کی پسند، ہماری پسند ہے۔ اتنا ہی ہمارے لئے کافی ہے اور سرکار نے جسے پسند فرمایا اُسے اپنانا ہی تو محبت ہے۔ اور محبت رسول ہی متاع کل ہے۔ اور جسے ناپسند کیا، اس سے کنارہ کشی مومن کا طرۂ امتیاز ہے۔ اس لئے ہم کھڑے ہو کر تکبیر سننے سے کنارہ کش ہیں۔ اور بیٹھ کر سننے پر عاملِ دائم ہیں۔

اس کے برعکس وہابی، دیوبندی، تبلیغی ان کی مشترکہ جد و جہد، ان کی سعیٔ پیہم، ان کی ایڑی چوٹی طاقت، اس امرِ مستحب و مستحسن کو چھوڑنے اور چھڑوانے میں لگی ہے۔ اور امرِ مکروہ کی طرف لوگوں کو بہلا پھسلا کر لانے میں لگی ہوئی ہے۔ اس لئے کہ یہ طبیعت کا فرق ہے۔ مکروہ چہرے والا مکروہ ہی کو پسند کرے گا۔ اسی کی طرف اس کا میلان و جھکاؤ ہوگا۔ اس کی تبلیغ اس

کے لئے ہو گی۔ متحب کی بھینی بھینی خوشبو اس کی جان لیوا مصیبت ہے، وہ اپنی مکروہ طبیعت کی وجہ سے اس کی طرف راغب نہیں ہوگا۔ اور اپنی بے ادب طبیعت کی وجہ سے اس ادب کی طرف مائل نہیں ہوگا اور یہ سب مشیت ایزدی ہے۔ ولو شاء ربك لجعل الناس امة واحدة○ ''اور اگر تمہارا رب چاہتا تو سب کو ایک ہی دین پر کر دیتا۔'' مگر اس نے نہیں چاہا کہ سب کو ہدایت ملے۔ اس نے دوزخ بھی پیدا کیا، چاہا کہ اس کا بھی پیٹ بھرنا چاہیے۔ تو کافروں، بدمذہبوں، گستاخوں کو اس کی خوراک بنا دیا۔ انھیں جہنم میں ڈالنے کے بعد اللہ تعالیٰ جہنم سے پوچھے گا هل امتلأتِ، اے جہنم! کیا تو بھر گئی؟ جہنم عرض کرے گی: هل من مزید، کیا کچھ اور ہے؟ یعنی کیا کوئی وہابی، دیوبندی، ہماری خوراک کا کوئی موٹا کندا باقی رہ گیا؟ اگر رہ گیا ہے تو اے اللہ عزوجل! اسے بھی بھیج دے کہ سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا کوئی گستاخ، ادنی، اعلیٰ، ہماری تپش، ہماری لپٹ، ہمارے بھڑکتے شعلے، ہمارے کھولتے پانی، ہمارے پیپ اور خون کے جام سے محروم نہ رہے۔ اے مولا! بھیج دے سارے گستاخوں کو کہ مجھ میں سبھوں کی سمائی ہے۔ اللھم وقنا عذاب النار وتوفنا مع الابرار بحق النبی المختار۔

(۵۰) دیوبندی ترکش کا آخروار

یہ ترکش کا آخری تیر ہے۔ بنظرِ انصاف دیکھیں تو حق آشکارا ہو جائے گا۔ علامہ طحطاوی کی دونوں عبارتیں سامنے رکھیں۔ حقیقت سامنے آجائے گی۔ ویفهم منه کراهة القیام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون۔ اور اسی سے شروع اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ سمجھا تا ہے۔ اور لوگ اس سے لاپرواہ ہیں۔ والظاهر انه احتراز عن التاخیر لا التقدیم حتی لو قام اوّل الاقامة لاباس۔ (طحطاوی علی الدر، ص ۳۳۱)

پہلی عبارت ابتدائے اقامت میں کھڑے ہونے کی کراہت کے بیان میں نص ہے۔

اور عبارت ثانیہ کی ابتدا لفظ "الظاہر" سے ہے، اس کو معنی اصطلاحی میں رکھیں گے یا معنی لغوی۔

(۵۱) ظاہر اور نص کا معنیٰ اصطلاحی

تو اس کا معنی اصطلاحی یہ ہے: فالظاهر اسم لكل كلام ظهر المراد به للسامع بنفس السماع من غير تامل. والنص ما سيق الكلام لاجله۔

(اصول الشاشی، ص ۲۱)

ظاہر نام ہے ہر اس کلام کا جس کی مراد سننے والے کو صرف سننے سے بے غور و فکر کے ظاہر ہو جائے۔ اور نص وہ ہے جس مقصد کے لئے کلام پیش کیا۔ تو اس عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ اگر کوئی شخص شروع اقامت میں کھڑا ہو گیا تو کوئی حرج اور گناہ نہیں ہے۔ اور عبارت کا یہ مقصد کسی اہلِ زبان پر پوشیدہ نہیں ہے۔

ور اصولیوں کے نزدیک نص کو ظاہر پر ترجیح حاصل ہے۔ اس لئے کراہت والی عبارت کو اس عبارت پر ترجیح حاصل ہوگی۔ اور یہ عبارت ثانیہ، ابتدائی اقامت کی کراہت کے لئے منافی اور مزاحم نہیں بنے گی۔ بدستور ابتدائے اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ رہے گا۔

(۵۲) ظاہر کا معنیٰ لغوی

اور اگر لفظ "الظاهر" کو معنیٰ لغوی میں رکھیں تو یہاں یہ لفظ معرف بلام استعمال ہے اور لفظ "ظاهر" جب نکرہ استعمال ہو تو اس کا معنی کچھ اور ہے اور جب معرفہ استعمال ہو تو اس کا معنیٰ کچھ اور ہے۔ اعلم ان لفظ الظاهر اذا كان معرفا باللام يفيد احتمالا آخر واذا كان نكرة لا يكون فيه شيء من الاحتمال. (سوال باسولی، ص ۱۹۲)

جان لو کہ لفظ ظاہر جب معرف لام کے ذریعہ استعمال ہو تو فائدہ دے گا، دوسرے معنی کے احتمال کا اور جب نکرہ ہو تو اس میں کسی دوسرے معنی کا احتمال نہ ہوگا۔ ان لفظ ظاهر اذا ذكر بدون الالف واللام يكون معنى البداية والصريح۔ (سوال باسولی، ص ۶۴)

لفظ ظاہر جب بغیر الف لام کے ذکر لیا جائے تو وہ ہدایت اور صریح کے معنی میں ہوتا ہے اور یہاں معرفہ ہونے کی وجہ سے احتمال ہوگا معنی آخر کا۔ یعنی ابتدائے اقامت میں قیام کی کراہت کا۔ اور یہی صحیح بھی ہے کہ یہ عبارت شروع اقامت میں قیام کی کراہت پر دال ہے۔

(۵۳) الظاهر انه احتراز عن التاخير لا التقديم حتى لو قام اول الاقامة لاباس۔

ابتدائی لفظ الظاہر پر قدرے گفتگو ہو چکی۔ اس کے انتہائی لفظ "لاباس" پر قدرے کلام کرتا ہوں جس سے شروع اقامت میں قیام کی کراہت کا دعوی اس عبارت سے روز روشن کی طرح عیاں ہو جائے گا۔

(۵۴) کلمہ "لا باس" کی بحث

علامہ طحطاوی ایک عظیم فقیہ ہیں، انھوں نے یہ کلمہ استعمال کیا ہے۔ اس کا محل استعمال کیا ہے۔ فن فقہ میں یہ کلمہ کب استعمال کیا جاتاہ۔ فقہاء دین اس کا کیا معنی لیتے ہیں۔

(۱) لفظ لا باس كما فی بحث التراويح وغيره يريد به نفس الجواز لا غيره وهو عند المتاخرين مستعمل غالبا فی المكروه تنزيهًا. (مقدمہ مؤامام محمد، ص ۴۰)

لفظ لا باس جیسا کہ بحث تراویح اور دوسری بحث میں آیا کہ اس سے صرف جواز مراد لیتے ہیں اور اس کے سوا نہیں۔ اور یہ کلمہ علماء متاخرین کے نزدیک اکثر مکروہ تنزیہی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ تو اب اس تقدیر و توضیح پر عبارت کا یہ معنی ہوا کہ اگر کوئی شخص شروع اقامت میں کھڑا ہو گیا تو مکروہ تنزیہی کا مرتکب ہوا۔

(۲) فكلمة لا باس وان كان الغالب استعمالها فيما تركه اولى.

(ردالمحتار، جلد ا، ص ۸۸)

لفظ "لاباس" اگرچہ کثیر الاستعمال اس میں ہے کہ جس کا ترک بہتر ہے۔ تو اس تقدیر پر

مطلب یہ ہوگا کہ ابتدائے اقامت میں قیام کو چھوڑ دینا بہتر ہے۔ ولا باس بنقشه فی هذا التعبیر کما قال شمس الائمة اشارة الی انه لا یوجر. قال فی النهایة لان لفظ لا باس دلیل علی ان المستحب غیره لان الباس الشدة۔ (رد المحتار، جلد ۱ص ۴۸۶) کوئی حرج نہیں مسجد کی نقش ونگاری میں۔ شمس الائمہ نے جیسا کہ کہا ہے کہ اس طرزِ بیان میں اشارہ ہے کہ ثواب نہیں ملے گا۔ نہایہ میں کہا، اس لئے کہ لفظ لاباس دلیل ہے اس پر کہ مستحب اس کا غیر ہے۔ اس وجہ سے کہ باس کا معنی تنگی اور سختی کے ہیں۔ علامہ شامی کی اس صراحت کی روشنی میں لاباس کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص شروع اقامت میں کھڑا ہو گیا، اسے ثواب نہیں ملے گا۔ وہ محروم ثواب ہوگا، کیونکہ مستحب یہ نہیں کہ شروع میں کھڑا ہو، بلکہ مستحب اس کا غیر ہے یعنی یہ کہ شروع تکبیر میں بیٹھا رہے۔ جب مکبر حی علی الصلوۃ یا حی علی الفلاح کہے تو اٹھے اور مستحب بجالانے کی وجہ سے مستحق ثواب ہوگا۔ اور اس کے سوا اور دوسری صورت میں مرتکبِ مکروہ کی وجہ سے محرومِ ثواب ہوگا۔

(۵۵) اس کا محلِ استعمال

اسے بھی دیکھنا چاہیے کہ یہ کلمہ کہاں اور کب استعمال ہوتا ہے۔ یہ کلمہ ایسے مقام میں استعمال کیا جاتا ہے جہاں لوگوں کو تنگی اور شدت کا وہم ہو۔ اس وہم بیجا کو دور کرنے کے لئے یہ کلمہ استعمال کیا جاتا ہے۔

یظهر لی ان محله فی موضع یتوهم فیه الباس ای الشدة. (رد المحتار، ج ۳ص ۲۶۱) میرے لئے ظاہر ہے کہ اس کا محل ایسی جگہ ہے جہاں شدت کا وہم لوگوں کو ہو یعنی شدت کے وہم کو دور کرنے کے لئے اس کلمہ کا استعمال ہوتا ہے۔ اس تقدیر پر عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ ابتدائے اقامت میں بیٹھنے، اور حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا حکم، یہ استحبابی حکم ہے جس میں وسعت ہے۔ شدت و تنگی کا وہم نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی ابتدائے اقامت میں بجائے

بیٹھنے کے کھڑا ہو گیا، تو وہ گرچہ گناہ کا مرتکب نہ ہوا مگر کھڑا نہ ہونا بہتر تھا اور ناپسندیدہ فعل کا ارتکاب کیا اور یہی مکروہ تنزیہی ہے۔ وھو کان ترکہ اولی من فعلہ ویرادف خلاف الاولی۔ (ردالمحتار، ج ۱، ص ۹۷) اور مکروہ تنزیہی وہ ہے جس کو چھوڑ دینا بہتر ہے، بہ مقابل اسے کرتے کے۔ اور یہی معنیٰ خلافِ اولیٰ کا بھی ہے۔

(۵۶) مکروہ محبوب کی ضد ہے

مکروہ وہ ہے جو نظرِ شرع میں ناپسندیدہ ہے تو "حتی لو قام اوّل الاقامۃ لا باس" کا لب لباب یہی ہوا کہ شروع اقامت میں کھڑا ہونا نظرِ شرع میں، ایک ناپسندیدہ فعل ہے، جسے متبعِ شریعت کو چھوڑ دینا چاہیے۔

(۵۷) اور لفظ "الظاھر"

اس لفظ کو اگر علامات فتویٰ سے مان لیا جائے کیونکہ الصحیح، الاصح، الظاھر، الاظھر وغیرہا، الفاظ فتویٰ کے لئے استعمال کیے جاتے ہیں۔ (مقدمہ موطا امام محمد از مولانا عبدالحیٔ لکھنوی، ص ۳۹) تو مطلب یہ ہوگا کہ علامہ طحطاوی کا فتویٰ یہ ہے کہ شروع اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ جسے چھوڑ دینا چاہیے۔ اور اس میں کسی کو قیل وقال، لیت ولعل کی گنجائش نہیں۔ آپ وقت کے عظیم فقیہ ہیں۔ اس لئے آپ کے دونوں قول میں تضاد کیسے ہوگا کہ پہلی عبارت میں شروع اقامت میں کھڑے ہونے کو مکروہ بتائیں۔ اور دوسری عبارت میں اسی کو بتائیں کہ مکروہ نہیں۔ اور ائمہ احناف کے خلاف قول کریں۔ ہرگز ایک مقلدِ حنفی سے اس کا تصور نہیں کیا جاسکتا جو مقلدِ محض ہے۔ نہ مجتہد مطلق ہے۔ نہ مجتہد فی المذہب ہے۔ وہ ائمہ ثلاثہ کے فتویٰ کے خلاف فتویٰ دینے کی جسارت کیسے کرے گا۔

اور اپنی عبارت میں ایسی دو متضاد باتیں کیسے کہہ دے گا؟ یہ تو اہل حق کا شیوہ نہیں۔ یہ تو "جیسا دیس ویسا بھیس" والوں کو وراثت میں ملی ہیں۔ جو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے

ہیں ۔ایسی تضاد بیانی اور تلون مزاجی سے اہل حق کا دامن پاک وصاف ہے ۔الحمدللہ! ہماری توضیح بالا سے خوب روشن ہو گیا کہ دونوں عبارتوں میں تضاد نہیں ۔انداز تعبیر الگ الگ ہیں۔ دونوں عبارتیں ایک ہی مضمون و معنی کو شامل ہیں کہ شروع اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے ۔دیوبندی ترکش کا آخری تیر بھی، تیر بہدف ثابت ہونے کے بجائے انہیں پہ پلٹ کے اُن کے لئے جاں گسل ثابت ہوا۔

(۵۸) فقہاء احناف کا فتویٰ

فانه يقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حی علی الفلاح عند علمائنا الثلاثة وهوا الصحیح ہمارے تینوں امام، امام اعظم ابوحنیفہ، امام ابویوسف و امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک مسلم ہے کہ امام ومقتدی اس وقت کھڑے ہوں گے جب مکبر حی علی الفلاح کہے گا۔اور یہی ان حضرات کا فتویٰ بھی ہے اور ایک مقلد کو اپنے امام کا قول کافی ہے ۔اگر وہ درحقیقت حنفی ہے تو اسے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فتویٰ کافی ہے، اُسے ادھر اُدھر بھٹکنے کی ضرورت نہیں۔

لیکن پس پردہ جو درحقیقت وہابی غیر مقلد ہے، اس کے لئے دلائل کے انبار بے معنیٰ ہیں ۔وہ دل وجان وہابیت پہ نچھاور کر چکا۔شروع اقامت میں کھڑے ہونے پر، دیوبندیوں کے پاس اکابر پرستی کے سوا کوئی دلیل نہیں ۔اگر ان سے کہا جائے، دلیل لاؤ تو گریہ عاجز کی طرح یہی کہیں گے ۔ انا وجدنا آباء نا علی امة وانا علی اثرهم مقتدون ○ ہم نے بڑوں کو اس روش پر پایا۔بس انھیں کی لکیر پیٹے جا رہے ہیں ۔شریعت کے مقابلہ دیوبندیوں کو اکابر پرستی مبارک رہے ۔ہمیں شریعت مطہرہ کے حکم کی بجا آوری کی سعادتمندی مبارک

(۵۹) الوهابية قوم لايعقلون کا ایک استغاثہ

حی علی الفلاح پہ کھڑا ہونا حکم مستحب ہے جس کا ترک خلاف اولیٰ ہے ۔مکروہ تو نہیں

ہے اس لئے کہ خلافِ اولی کے ترک سے کراہت لازم نہیں آتی ہے۔ حکم کراہت کے ثبوت کے لئے دلیل نہی ہونا ضروری ہے۔ دیکھئے رد المحتار۔ لایلزم من ترك المستحب ثبوت الکراھة اذ لا بدلھا من دلیل خاص۔ (رد المحتار، جلد ا،ص ۶۱۸)
مستحب چھوڑنے سے کراہت لازم نہیں آتی، اس کے لئے تو خاص دلیل کی ضرورت ہے۔

(۶۰) نامعقول وہابی کو معقول جواب

حدیث قتادہ دیکھو: اذا اقیمت الصلوٰة فلا تقوموا حتی ترونی۔ (بخاری، جلد ا، ص ۸۸) جب تکبیر پڑھی جائے تو تم نماز کے لئے کھڑے نہ ہو جب تک تم مجھے مسجد میں دیکھ نہ لو۔ یعنی جائے امامت مصلے پر کھڑا نہ دیکھ لو اس وقت تک کھڑے نہ ہو، کیونکہ یہ قیام بے فائدہ اور مشقت بے ثمرہ ہے۔ "لا تقوموا" صیغۂ نہی ہے جس کا مقتضیٰ منع وحرمت ہے۔ اور منع کا ادنی کراہت ہے۔ وادنیٰ درجات النہی الکراھة۔ (بدائع الصنائع، ج ا،ص ۵-۶) نہی کا سب سے کم درجہ کراہت ہے۔ کراہت میں ادنیٰ، کراہت تنزیہی ہے، اس لئے شروع تکبیر میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اسی طرح مسلم وترمذی میں بھی مذکور ہے۔ مگر دیوبندی جماعت کو یہ دلیل نہی نظر نہیں آتی کہ اکابر پرستی کی پٹی آنکھوں پر بندھی ہوئی ہے۔ دیدۂ کور کو کیا نظر آئے؟ کیا دیکھے؟

(۶۱) کراہت کی صراحت

(فانه مکروہ فتاوی ہندیہ، ج ا،ص ۵۷) بے شک شروع تکبیر میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اور ہم لوگ مقلد ہیں۔ واما نحن فعلینا اتباع ما رجحوہ وصححوہ۔ اور رہے ہم لوگ تو ہم پر ان اقوال کی پیروی لازم وضروری ہے جن کی ائمہ نے ترجیح اور تصحیح بیان کر دی۔ (در مختار، جلد ا،ص ۵۷) اور فتاوی ہندیہ میں ائمہ ثلاثہ کے قول کو بیان کرنے کے بعد "وھو الصحیح"

کہہ کر یہ واضح کر دیا کہ تینوں امام کا متفقہ قول یہی کہ امام ومقتدی جب مسجد میں ہوں تو کھڑے اس وقت ہوں جب مکبر حی علی الفلاح کہے۔ یہ کھڑے ہونے کی حد بیان کر دی گئی۔ تو اس سے پہلے کھڑے ہو جانا مکروہ۔ اور بعد میں کھڑا نہ ہونا درست نہیں۔ یہی مسلک حنفی کا مفتی بہ قول ہے۔ الحمد للہ! ہم سنی حنفی بریلوی ہیں، اس لئے اس پر ہمارا عمل ہے اور رہے گا۔

(۶۲) انھیں ذرا شرم نہ آئی

افسوس! یہ دیوبندی مسلک حنفی کی پیروی کا دم بھی بھرتے ہیں، اور مفتی بہ قول کے خلاف عمل کرتے ہیں۔ حقیقت یہ کہ اندر کچھ اور باہر کچھ اور۔ اکابر پرستی، اور زر پرستی کی اندھی تقلید نے وہابیت کی گمراہی میں ایسا ڈال دیا، یہ گمراہ اور گمراہ گر ہو گئے۔ اور گمراہی میں ایسے راسخ ہو گئے کہ ذرا شرم نہیں آتی۔ نعوذ باللہ من شرو انفسنا۔

(۶۳) اس مسئلہ کی وقوعی چند صورتیں اور مختلف احکام

اس مسئلہ میں اقوال ائمہ جو مختلف کتب فقہ حنفی میں مکتوب ومرقوم ہیں۔ اگر ان تمام عبارات کو جمع کر دیا جائے تو ایک ضخیم رسالہ تیار ہو جائے۔ اس لئے اس سے صرف نظر کرتے ہوئے اس کے وقوع کی صورتوں کو بیان کرتے ہیں۔ اور اسی کے ساتھ حکم بھی تا کہ واضح ہوتا جائے کس حالت میں کیا حکم ہے۔

(۶۴) اس کی وقوعی چھ صورتیں ہیں

(۱) امام ومقتدی دونوں مسجد میں موجود ہوں اور امام محراب کے قریب ہو اور مکبر امام کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہے، تو ایسی صورت میں امام ومقتدی اس وقت کھڑے ہوں گے جب مکبر حی علی الفلاح کہے گا۔ إن كان الامام بقرب المحراب. يقوم الامام والقوم اذا قال المؤذن حي على الفلاح عند علمائنا الثلاثة.

(تنویر الابصار مع الدر المختار، جلد ا، صفحہ ۳۵۴)

امام جب محراب کے قریب ہے تو امام و مقتدی کھڑے ہوں گے، جب مکبر حی علی الفلاح کہے گا۔ تینوں اماموں کے نزدیک یہی صورت یہاں اکثر وقوع پذیر ہے کہ امام و مقتدی محراب کے قریب ہوتے ہیں یا امام محراب میں ہیں اور مکبر امام کے علاوہ کوئی دوسرا شخص ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں باتفاق علماء یہی حکم کہ دونوں یعنی امام و مقتدی علی الفلاح پر اٹھیں۔

(۲) امام محراب کے قریب نہیں ہے باین طور کہ ہے تو مسجد میں ہے لیکن مسجد کی کسی دوسری جگہ میں محراب سے دور ہے کہ کسی نے اقامت شروع کر دی۔ تو بھی مقتدی بیٹھ کر تکبیر سنیں۔ اور جب امام اپنی جگہ سے مصلی کی طرف جانے لگے۔ تو جس صف کے پاس سے گزرے وہ صف کھڑی ہو جائے خواہ امام حی علی الفلاح سے پہلے گزرے یا اس کے بعد میں گزرے۔ والا فیقوم کل صف ینتھی الیہ الامام علی الاظھر۔ (تنویر الابصار مع الدر، جلد ۱، صفحہ ۴۵۴) اور اگر امام قریب محراب نہیں ہے تو ہر وہ صف کھڑی ہوتی جائے جس کے پاس امام گزرتا جائے۔

(۳) امام مسجد میں نہیں ہے کہ کسی نے اقامت شروع کر دی، مقتدی بیٹھے رہیں گے۔ اب صفوں کی طرف سے یعنی پیچھے غیر جانب قبلہ سے امام آرہا ہے۔ تو جس جماعت میں وہ پہنچے گا۔ وہ جماعت کھڑی ہو جائے گی۔ چاہے حی علی الفلاح سے پہلے گزرے یا اس کے بعد گزرے۔ فاما اذا کان الامام خارج المسجد فان دخل من قبل الصفوف فکلما جاوز صفا قام ذلک الصف۔ (فتاوی عالمگیریہ، جلد اول، صفحہ ۵۷)

تو رہا یہ کہ جب امام مسجد کے باہر ہو تو اگر وہ صفوں کی طرف سے مسجد میں آئے تو جب جس صف سے گزرے گا، وہ صف کھڑی ہو جائے۔

(۴) امام مسجد کے باہر ہے اور کسی نے تکبیر شروع کر دی اور امام مسجد میں جانب قبلہ آگے کی طرف سے آرہا ہے۔ مقتدی اس صورت میں بھی شروع اقامت میں بیٹھے رہیں گے۔ اور جب مقتدیوں کی نظر امام پر مسجد میں آتے ہوئے پڑے، اس وقت مقتدی کھڑے ہوں

گے۔خواہ حی علی الفلاح سے پہلے اسے داخل ہوتا دیکھیں یا بعد میں۔

(۵) امام خود ہی تکبیر کہہ رہا ہے اور مسجد کے باہر سے کہہ رہا ہے تو مقتدی بیٹھ کر اقامت سنیں۔جب تک وہ مسجد میں داخل نہیں ہوتا۔

(۶) امام خود ہی مکبر ہے اور مسجد میں رہ کر تکبیر پڑھ رہا ہے تو سارے مقتدی بیٹھے رہیں گے جب تک وہ تکبیر پوری نہ کرلے۔

وان كان الامام والمؤذن واحدا فان اقام فی المسجد فالقوم لا یقومون ما لم یفرغ من الاقامة وان اقام خارج المسجد فمشا یخنا اتفقوا علی انهم لا یقومون ما لم یدخل الامام المسجد. (فتاوی عالمگیریہ۔ج ا،ص ۵۷)

اگر امام و مکبر ایک ہی شخص ہے تو وہ مسجد میں رہ کے اقامت کہہ رہا ہے۔تو مقتدی کھڑے نہ ہوں گے جب تک وہ پوری اقامت کہہ کے فارغ نہ ہوجائے۔اور مسجد کے باہر رہ کے تکبیر کہے تو ہمارے مشائخ اس بات پر اتفاق رکھتے ہیں کہ مقتدی کھڑے نہ ہوں جب تک وہ مسجد میں داخل نہ ہوجائے۔

یہ چھ صورتیں ہیں جن میں کسی میں حکم نہیں کہ شروع تکبیر میں کھڑا ہو بلکہ حکم ہے کہ بیٹھا رہے۔اور کس وقت کھڑا ہو۔یہ حالت اور مکبر کے اعتبار سے مختلف ہے۔جیسا کہ بیان گزر چکا۔ مثلاً امام خود ہی مکبر ہے اور مسجد میں ہوتے ہوئے تکبیر کہہ رہا ہے تو مقتدی حی علی الفلاح پر بھی نہیں اُٹھیں گے بلکہ جب وہ پوری تکبیر پڑھ کے فارغ ہوجائے۔تب اُٹھیں گے۔

ایسی خاص صورت کے لئے علامہ طحطاوی اپنی کتاب حاشیہ درمختار میں تحریر کرتے ہیں۔

فلا یقفوا ای اجماعًا. وربما یوخذ منه كراهة تقدیم الوقوف فی البحث السابق. (الطحطاوی علی الدر،ص ۳۵۷) یعنی جب امام خود ہی تکبیر کہہ رہا ہے تو علما کا اس پر اتفاق ہے کہ مقتدی کھڑے نہ ہوں گے۔اور گزری ہوئی بحث میں حی علی الفلاح سے پہلے کھڑے ہونے کی کراہت اس سے لی جاتی ہے۔

(۶۵) دیوبندیوں کو دعوتِ فکر

دیوبندیوں، وہابیوں کو یہ عبارت طحطاوی کی بار بار غور سے پڑھنا چاہیے۔ اور اس کا صحیح مفہوم اخذ کرتے ہوئے اپنی ہٹ اور ضد چھوڑ دینی چاہیے۔ اور بریلویوں کی طرح عمل شروع کر دینا چاہیے۔ یہ دوسرا مقام ہے جہاں کہ وہ لکھتے ہیں کہ شروع اقامت میں حی علی الفلاح سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ یہی دیوبندی ان کی "حتی لو قام اولی الاقامة لاباس" عبارت کو اپنے موقف کی تائید میں حرفِ آخر کی طرح پیش کرتا ہے۔ اور یہ عبارت طحطاوی علی الدر میں صفحہ ۳۳۱ میں ہے۔ مگر ان کی عبارت کو جو اس کے بعد اسی کتاب میں صفحہ ۳۶۷ پر ہے، پیش نہیں کرتا ہے کیونکہ ان کی یہ عبارت صاف دلالت کرتی ہے کہ حی علی الفلاح سے پہلے کھڑے ہونا مکروہ ہے۔ اپنے مطلب کی ظاہر کر دیتا ہے، اور باقی چھپا لیتا ہے۔ یہ تو یہودیوں اور نصرانیوں کا طریقہ رہا ہے۔ دیوبندیوں کا گہرا ربط ان سے ہونے کی وجہ سے یہ طریقہ ان میں آگیا۔ بلکہ اب تو حق چھپانے میں ان سے بھی دو چار ہاتھ آگے نکل گیا۔ گرو گڑ ہی رہا، چیلا شکر ہو گیا۔ کند ہم جنس باہم جنس پرواز۔ کبوتر با کبوتر باز با باز۔ یعنی اُتم سے اُتم سے ملے، ملے کیچ سے کیچ۔

(۶۶) فکرِ فلک رسا کو ذرا حرکت

ذرا غور کیجئے کہ امام کھڑا تکبیر کہہ رہا ہے۔ مقتدی سارے بیٹھے ہیں۔ انہیں حی علی الفلاح پر بھی کھڑے ہونے کا حکم نہیں ہے بلکہ حکم ہے کہ بیٹھے رہیں، جب امام پوری تکبیر پڑھ چکے تب کھڑے ہوں، آخر ایسا حکم کیوں ہے؟

اس کا جواب بھی مولانا عبدالحئی لکھنوی نے یوں بیان کیا ہے: لانه لا وجه لقیامهم الی الصلوٰة فی تلك الحالة مع قیام الامام للاقامة (السعایہ ثانی ص ۳۶)

لوگوں کا اس حالت میں کھڑے ہونے کا کوئی مطلب ہی نہیں کہ امام کا کھڑا ہونا نماز کے

لئے نہیں ہے بلکہ اقامت کے لئے کھڑا ہے۔نماز کے لئے کھڑا اس وقت مانا جائے گا جب تکبیر پوری کرلے، تاکہ تعب بے فائدہ اور مخالفت امام لازم نہ آئے۔اس لئے اگر مقتدی دورانِ تکبیر امام کھڑے ہو جائیں تو صورۃً گرچہ مخالفت نہ ہوگی کہ امام بھی کھڑا مقتدی بھی کھڑے۔دونوں قیام میں ہیں مگر معنیً وحقیقتاً مخالفت رہے گی کہ قیام، امام کا تکبیر کے لئے ہے اور مقتدی کا قیام نماز کے لئے ہے،اس لئے مقتدیوں کو روکا گیا کہ تم امام کے کھڑے ہونے پر کھڑے نہ ہو،ظاہر میں دونوں قیام ایک سے ہیں مگر غرض الگ الگ ہے۔مقتدی اگر امام کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں تو مقتدیوں کا قیام نماز، امام کے قیام نماز پر مقدم ہو جائے گا۔امام مقتدیٰ ہے اور مقتدی کو روا نہیں کہ اپنے مقتدیٰ اور امام پر قیام میں سبقت کرے۔یہ سبقت گرچہ صورۃً نہ صحیح مگر معنیً ہے۔پھر امام کی مخالفت ہے جو روا اور جائز نہیں۔

الحمدللہ!اس شق آخر سادس سے خوب روشن ہو جاتا ہے کہ جہاں امام کی مخالفت صورۃً اور حقیقتاً دونوں صورت میں ہو وہاں مخالفت بدرجہ اولیٰ ناروا اور ناجائز ہوگی۔جس کی صورت یہی کہ امام بیٹھا اور تکبیر شروع ہوتے ہی مقتدا کھڑا۔امام قعود میں مقتدی قیام میں۔امام کی مخالفت صورۃً اور معنیً دونوں پائی گئی۔اور جب امام کی مخالفت صرف معنیً قیام میں ہو،تب بھی مخالفت جائز نہیں۔اور اس صورت مذکورہ میں تو مقتدی کا قیام نماز امام کے قیام پر ہر طرح مقدم ہے۔مقتدی کا یہ قیام صورۃً بھی مقدم اور معنیً بھی کہ امام صورۃً اور حقیقتاً بیٹھا ہے۔اے صاحبِ سلیم!اپنی عقل سلیم سے پوچھ،کیا ایسا قیام بے کراہت جائز ہے؟عقل سلیم کا جواب ہوگا،ہرگز نہیں۔طبع مستقیم اس سے گریزاں وترساں ہے۔

(۶۷) ارے، دیوبندیو، اپنوں کی تو مان لو

اے امام کی مخالفت کرنے والو!اے شروع تکبیر میں کھڑے ہونے والو خردماغو،

اے باطل اور اکابر پرستو، اگر تم ہماری نہ مانو، تو نہ مانو لیکن اپنوں کی تو مان لو۔ دیکھو تمہاری ہی کتاب 'فتاویٰ حقانیہ' میں کیا لکھا ہے؟ اُسے پڑھو، سوال و جواب دونوں کو پڑھو۔ اور ہمت ہو تو عمل کر کے دیکھو، تمہاری ہمت اور شریعت پسندی کی داد دوں گا۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام اور مقتدیوں کو کس وقت کھڑا ہونا چاہیے؟

الجواب: امام اور مقتدی دونوں کے لئے مستحب ہے کہ مؤذن (مکبّر) جس وقت حی علی الفلاح کہے تو نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں، اگر چہ بعض نے حی علی الصلوٰۃ کے وقت قیام کو مستحب قرار دیا ہے۔ (فتاوی حقانیہ، جلد سوم، ص ۱۰۶)

فتاویٰ دارالعلوم کو پڑھو۔

سوال ۱۸۵: تکبیر کے وقت مقتدیوں کو اور امام کو کس وقت کھڑا ہونا چاہیے۔ ایک مولوی صاحب نے حی علی الفلاح کے وقت مقتدیوں کے کھڑے ہونے کو مستحب فرمایا ہے۔

الجواب: نماز کے آداب میں سے فقہاء نے یہ لکھا ہے کہ حی علی الفلاح کے وقت سب کھڑے ہو جائیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ اگر پہلے سے مقتدی کھڑے ہو جائیں۔ تو کچھ محل اعتراض نہیں ہے کیونکہ ترکِ استحباب اور ترکِ ادب پر کچھ طعن نہیں ہو سکتا۔ البتہ بہتر یہی ہے جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد ۲، ص ۱۱۲)

سوال ۳۸۰: جب امام مصلی پر موجود ہو تو امام اور مقتدی کو تکبیر کے وقت حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے متعلق جو کتب فقہ میں حین قیل حی علی الفلاح مصرح ہے، یہ امام اعظم کا قول ہے یا نہیں اور صحیح ہے یا غلط۔

الجواب: بے شک فقہاء نے آداب میں سے اس کو لکھا ہے کہ جس وقت مکبر حی علی الفلاح کہے۔ تو ائمہ ثلاثہ یعنی امام صاحب اور صاحبین کے نزدیک امام و مقتدی سب کھڑے ہو جائیں۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد ۲، ص ۲۱۲)

البتہ بہتر یہی ہے جیسا کہ فقہاء نے لکھا ہے۔

فتویٰ کے اس جملہ پر غور کیجئے کہ جب بہتر یہی ہے کہ حی علی الفلاح پر کھڑے ہوں تو تکبیر شروع ہوتے ہی کھڑے ہونے پر بضد کیوں؟ اس امر استحباب کے ترک کا التزام کیوں؟ اس کار ثواب اور حکم مستحسن سے روگردانی کیوں؟ اس حکم مستحب کے خلاف اس قدر اہتمام کیوں؟

(۶۸) نتیجہ نکل آئے گا

دیوبندی جماعت کا بوڑھا، جوان، بچہ، تبلیغی کوئی ہو، ادھر تکبیر شرع ہوئی، اُدھر وہ کھڑا ہو گیا۔ آخر یہ کیا تماشہ ہے؟ کیا ان کے نامہ اعمال اتنے سیاہ ہو چکے ہیں کہ اب ان میں لکھنے لکھانے کی گنجائش باقی نہیں ہے۔ یہ علم و ادب کے نادار، علم و عمل کے کنگال و قلاش، حصول ثواب اور امر مستحب ہی کے لئے تو دیہات دیہات، شہر شہر، گلی، کوچہ میں دربدر پھر رہے ہیں۔ اور یہاں طرفہ تماشہ کہ شروع تکبیر ہوتے ہی ٹانگیں سیدھی ہو گئیں۔ بیٹھے تھے، کھڑے ہو گئے۔ ثوابی کام چھوڑ بیٹھے، سنی بریلوی صحیح العقیدہ امام بیٹھا ہے مگر آپ کھڑے کہیں آستین جھاڑ رہے ہیں۔ کہیں اپنا اونگا ڈھیلا ڈھالا پاجامہ سنبھالنے لگے۔ آخر کون سی وہ چیز ہے جو ان دیوبندیوں کو ترکِ مستحب اور مخالفتِ امام پر اُبھارتی ہے؟ تو سن لو، اور یقین جان لو، اور یہ حقیقت ہے۔ مان لو اس امر مستجب کو چھوڑنے کی وجہ اس شدومد کے ساتھ صرف اور صرف اکابر پرستی ہے۔ ان کے گنگوہی، نانوتوی، تھانوی شروع تکبیر میں کھڑے ہوتے چلے آئے، اس لئے سارے دیوبندی اس ناجائز ورثہ کو ڈھوئے جارہے ہیں کہ ہمارے گروجی کی سنت یہی حکم ہے۔ حکم شریعت کچھ بھی ہو، اس سے کچھ لینا دینا نہیں۔ بس گروؤں کو دیکھنا ہے کہ ان کا عمل کیا ہے؟ کیا ہی فہم و فراست کا پیمانہ ہے۔ اللہ عزوجل ایسی کج فہمی اور غلط روی سے ہم سب سنّیوں کو بچائے۔ آمین

(۶۹) یہ مسئلہ امتیازی علامت بن چکا ہے

دیوبندیوں کو، اکابر پرستی کا جذبہ شروع میں بیٹھنے نہیں دے گا۔ اور ہم سنیوں کو اتباعِ شریعت کا جذبہ "حی علی الفلاح" سے پہلے اٹھنے نہیں دے گا۔ دیوبندی اپنے اکابر کی اتباع میں بڑے پکے ہیں، تو ہم سنی بریلوی بھی اتباعِ شریعت میں بڑے اٹل ہیں۔ ہم مسئلہ اقامت میں استقامت کی چٹان ہیں، ہلاتے سے ہل نہیں سکتے۔ ایک انچ بھی ادھر اُدھر کھسک نہیں سکتے۔ کسی کے بہکائے بہک نہیں سکتے، کہ شانِ استقامت یہی ہے۔ دیوبندی نہ ہمارے ساتھ بیٹھ سکتے ہیں اور نہ ہم ان کے ساتھ کھڑے ہو سکتے ہیں۔ اسی لئے یہ استحبابی مسئلہ ہمارے سینوں اور دیوبندیوں کے درمیان حدِ فاصل اور خطِ امتیاز بن چکا ہے، جس سے باطل پرستوں کی باطل پرستی، اور حق پرستوں کی حق پرستی، بے بتائے، بن بولے جگ ظاہر ہو جاتی ہے۔

اس لئے اے سنی بھائیو! اگرچہ یہ مستحب ہے، مگر یہ امتیازی علامت بن چکا ہے تو اس عرضِ عارض کی وجہ سے ضرور بیٹھا کرو، مگر عقیدہ اس کے استحباب کا ہی رکھو۔ و کم من شیء یختلف باختلاف الزمان والمکان۔ (فتاویٰ عالمگیریہ، جلد ۵، صفحہ ۳۲۳)

(۷۰) قیام قبل علی الفلاح کو فقہاء منع کرتے ہیں۔

ملک العلماء علامہ کاسانی حنفی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی مشہورِ زمانہ کتاب بدائع الصنائع میں تحریر کرتے ہیں: فیہ انا نمنعھم عن القیام کیلا یلغو قولہ حی علی الفلاح۔ (بدائع الصنائع، جلد ۱، صفحہ ۴۶۸) لیکن ہم فقہاء احناف لوگوں کو حی علی الفلاح سے پہلے کھڑے ہونے سے روکتے ہیں، اور روکتے رہیں گے۔ ہمارا روکنا اس لئے ہے تاکہ مکبر کا قول حی علی الفلاح بے معنی، جملہ بیکار کلام نہ بن جائے۔ کیوں کہ حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح کا معنی نماز کا بلاوا ہے جس کا حاصل معنی ہے نماز کے لئے کھڑے ہو جاؤ، نماز کے لئے اُٹھو۔ جس کا جواب دینا ضروری ہے۔ ولن تحصل الاجابۃ الا بالفعل وھو القیام الیھا۔ اور اس کا

جواب یہی ہے کہ لوگ نماز کے لئے کھڑے ہو جائیں، اس لئے اگر لوگ اس سے پہلے کھڑے ہو گئے تو ان کے حق میں یلاوے کا کیا مطلب؟ ان کے حق میں اس کا کوئی معنی ہی نہیں کہ وہ تو حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح سے پہلے ہی کھڑے پائے گئے۔ جو شخص کھڑا ہوا، اس سے کہا جائے "کھڑے ہو جاؤ" فضول اور لغو ہے۔ "کھڑے ہو جاؤ" یہ کلام اس کے لئے مفید ہے جو بیٹھا ہے، اسی طرح حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح مفید اس کے لئے ہے جو اس جملہ سے پہلے پہلے بیٹھا رہا۔ اس لئے فقہاء اسلام مقتدیوں اور امام کے لئے حکم دیتے ہیں کہ شروع تکبیر میں بیٹھے رہیں۔ اور مکبر حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کہے۔ یعنی اے حاضرینِ مسجد نماز کو اٹھو، تو سب کے سب کھڑے ہو جائیں، تاکہ مکبر کا قول بے مقصد اور بے معنی نہ ہو جائے۔ اور یہی مطلب ہے علامہ کاسانی کی اس عبارت کا۔ لان من وجدت المبادرة منه الی شیء فدعاؤہ الیه بعد تحصیله ایاہ لغو من الکلام۔ (بدائع الصنائع، جلد ا، صفحہ ۴۶۸)

(۱۷) صدیوں سے روکا جا رہا ہے

نمنعهم فعل مضارع جمع متکلم کا صیغہ ہے۔ یعنی اکیلے علامہ کاسانی نہیں روکتے۔ بلکہ بہت سے علماء حی علی الفلاح سے پہلے کھڑے ہونے کو روکتے ہیں۔ علامہ کاسانی چھٹی صدی ہجری کے علماء میں سے ہیں، اس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مسئلہ آج کا نہیں صدیوں پرانا ہے۔ اس پر روک ٹوک صدیوں سے اہل حق کر رہے ہیں۔ اہل حق خود اس پر عامل ہیں۔ اور دوسروں کو اس کی ترغیب دیتے رہتے ہیں۔ اور جس کو اس کے خلاف پاتے ہیں، اسے مناسب حال تاکید و تنبیہ کرتے رہتے ہیں۔ اسی لئے علماء بریلوی بھی سلف صالحین کی اتباع کرتے ہوئے، بے جھجک اور بے لوث روک ٹوک کرتے ہیں۔ اور وہابیوں سے نوک جھوک ہوتی رہتی ہے اور زمانہ استقبال میں بھی یہ سلسلہ جاری و ساری رہے گا۔ یعنی روک ٹوک ہمارا چلتا ہی رہے گا۔ اگر ان کا کھڑا ہونا بند نہ ہوگا، ان کی طرف سے اگر یہ بند نہیں ہوتا، تو

ہماری طرف سے یہ کب بند ہونے والا ہے۔

(۷۲) ماضی قریب کے عالم دین علامہ سید احمد طحطاوی کا بیان

علامہ طحطاوی جن کی عبارت کو، وہابیہ، دیوبندیہ، تبلیغیہ اپنی تائید میں پیش کرتا ہے۔خود انھوں نے اس کی کراہت کو دو جگہ بیان کیا ہے:ویفهم منه کراهة القیام ابتداء الاقامة والناس عنه غافلون۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح، صفحہ ۲۷۸)

وربما یوخذ منه کراهة تقدیم الوقوف فی البحث السابق۔ (طحطاوی علی الدر المختار، ص ۳۶۷) دونوں عبارتیں دلالت کرتی ہیں کہ حی علی الفلاح سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ ہے۔پہلی عبارت میں بیانِ کراہت کے ساتھ عام لوگوں کی لاپرواہی اور بے اعتنائی بھی ظاہر ہوتی ہے۔کہ عوام الناس اس مسئلہ پر دھیان نہ دیتے تھے۔دانستہ یا غیر دانستہ مکروہ کے مرتکب تھے۔اور خواص یعنی علماء کا ایسا عمل نہ تھا بلکہ وہ کاربندِ شرع تھے۔ان کا قیام حی علی الفلاح پر ہوتا تھا۔

یہ ہماری توضیح لفظ "والناس عنه غافلون" سے مستفاد ہے۔کہ مقام قرینۂ حالیہ اس کا مقتضی ہے۔"الناس" عوام الناس کا یہ حال تھا۔رہے خواص یا خواص کے قربت یافتہ وہ اس کراہت سے دور تھے۔

(۷۳) مکروہ طبیعت کو مکروہ پسند

ان صراحتوں کی روشنی میں بے شک وہابیہ، دیوبندیہ کا شروع اقامت میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔مکروہ بہر کیف مکروہ ہے۔خواہ تحریمی ہو یا تنزیہی نظر شرع میں وہ ناپسندیدہ ہی ہے۔یہ اور بات ہے کہ دونوں میں شدت اور ضعف کا فرق ہے، مگر ناپسندیدگی سے دونوں خالی نہیں۔ مکروہ تنزیہی کا حکم یہ ہے۔ ترکه اولیٰ (رد المحتار، ج ۱، ص ۹۷) مکروہ تنزیہی وہ ہے جس کا چھوڑ دینا بہتر ہے، بمقابل کرتے رہنے کے۔اور مستحب کا حکم یہ ہے لکن فعله افضل.

لیکن مستحب کو بجالانا بڑے ثواب کا کام ہے، مگر یہ دیوبندی تبلیغی جماعت دیش، بدیش، گھوم گھوم کر لوگوں کو کلمہ پڑھانے کا ڈھونگ رچانے والی، نہ اس مکروہ کو چھوڑ سکی اور نہ ہی متحب کو اپنا سکی۔

اس کی علت کے لئے بس یہ جملہ کافی اور شافی ہے: الجنس یمیل الی جنسه۔ جس کی جیسی طبیعت ہوتی ہے ویسی ہی اس کی پسند بھی ہوتی ہے۔ اس لئے مکروہ چہرے والے، اور مکروہ طبیعت والے دیوبندیوں کی پسند، مکروہ بن گئی، اور یہ مکروہ ان کی لت بن گئی جو چھڑائے نہ چھوٹے۔

اور یہ بناوٹی نہیں بلکہ فطری ہے۔ مکروہ کی پسندیدگی ان کی طبیعت میں خوب رچی بسی ہے، بس وہ مکروہ کو چھوڑ نہیں سکتے، اور متحب کو اپنا نہیں سکتے کہ وہ اسی خصلت پر پیدا ہی کئے گئے اور مکروہ پسند فرمانا، یہ تو سارے دیوبندیوں کا پیدائشی حق ہے۔

اور پیدائشی حق کو کون چھوڑ دیتا ہے، جو علم و ادب کے یہ مفلس و نادار چھوڑ دیں۔ اور کان پکڑ کے توبہ کرتے ہوئے زمرۂ اہلِ سنت والجماعت میں صدق دل سے داخل ہو جائیں۔ یہ مجبور ہیں، بڑے مجبور ہیں۔ فطرت اور خصلت کے ہاتھوں۔ سنیو! انھیں دلائل نہ دکھاؤ، اہل حق کے فرامین نہ سناؤ، چمگادڑ کی آنکھ کو روشنی نہیں بھاتی۔ اسے تو اندھیرے ہی میں پرواز اچھی لگتی ہے۔ تو چمگادڑوں کو اندھیرے ہی میں رہنے دو۔ اندھیرے ہی میں اُڑان بھرنے دو۔ اپنے پیٹ کا پالن پوسن کرنے دو۔ اسے اُجالے میں مت لاؤ کہ اسے یہ پسند نہیں، وہ اُجالے میں تڑپ کے جان دے دے گا۔ خونِ ناحق اس کا سر پر نہ لو۔ الحمدللہ! اس کے برعکس سنّی مسلمان ہیں، ان کی طبیعت محبوب ہے، ان کی طبیعت صاف وشفاف آئینہ کی طرح چمکدار ہے کہ وہ اس امرِ محبوب کو اپنی فطرت کی وجہ سے چھوڑ نہیں سکتے۔ اور اُس امرِ مکروہ کی طرف قدم نہیں بڑھا سکتے۔ کہ طبیعت کی پاکیزگی امرِ محبوب کو اپنانے اور امرِ مکروہ سے دور رہنے کا تقاضا کرتی ہے۔ اس لئے سنّی صحیح العقیدہ مسلمان بھی فطرت کے ہاتھوں مجبور ہے۔ اور بڑا مجبور ہے

کہ امر محبوب کو چھوڑے اور امرِ مکروہ کا ارتکاب کرے۔ اس لئے وہ ہمیشہ حی علی الفلاح پر اُٹھے گا۔ کہ یہ امر مستحب ہے، اس کی طبیعت کے موافق ہے۔ اور شروع تکبیر میں نہیں اُٹھے گا کہ یہ مکروہ ہے۔ اور یہ اس کی طبیعت کے منافی ہے۔ بس طبیعت طبیعت کا فرق ہے۔ اور دونوں اپنی اپنی طبیعت کے ہاتھوں مجبور ہیں۔ طبیعت کی پاکیزگی اُلفتِ رسول ہے، محبتِ رسول ہی متاعِ کل ہے۔

اے اللہ! اتباعِ شریعت وسلفِ صالحین، اور ملتِ بیضاء کی بے لوث خدمت کا جذبہ عطا فرما۔ احقاقِ حق اور ابطالِ باطل کی زبانِ قلم میں قوت پیدا فرما۔ اس کے ذریعہ بھٹکے ہوؤں کو ہدایت نصیب فرما۔

اللهم زدنا حب حبيبك اللهم ارزقنا حسن الخاتمة بجاه النبي الكريم وصلى الله تعالىٰ عليه واله واصحابه اجمعين ط

۴؍رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ
۱۴؍جولائی ۲۰۱۳ء بروز اتوار

"دارالعلوم انوارِ مصطفیٰ اپنے اطمینان بخش کارگزاری کی وجہ سے آپ کی توجہ اور خصوصی تعاون کا ترجیحی طور پر حقدار ہے۔"

دار العلوم انوار مصطفیٰ

اپنے اطمینان بخش کارگذاری کی وجہ سے آپکی توجہ اور
خصوصی تعاون کا ترجیحی طور پر حقدار ہے۔
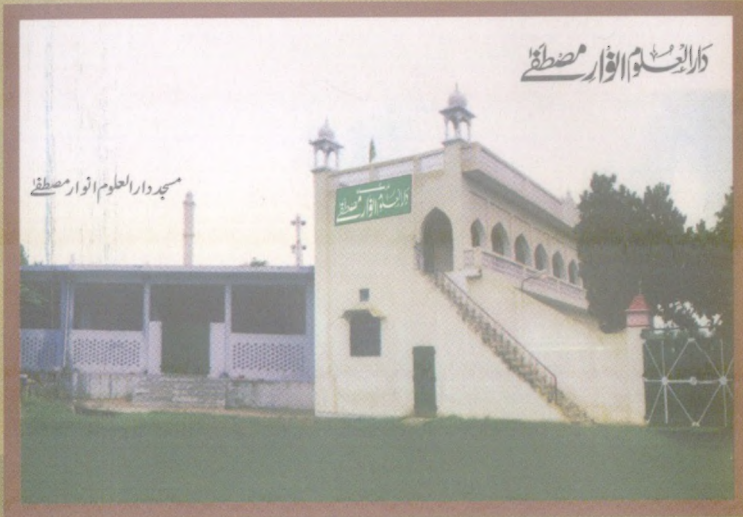
DARUL ULOOM ANWAR-E-MUSTAFA

Shahbad, Station Road, Hardoi, (U.P.

Ph.: 05853-261460, Mob.: 9936538340, 9628469298

Design & Printed by: MDi Graphics, Delhi, Ph.: 011-23268580, 9868649605